تعلیم الایمان

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ. (الزمر:٦٧)
اوران لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہیں پہچانی جیسا کہ اس کی قدر پہچاننے کا حق تھا۔

صفاتِ الٰہی

اَلْقَوِیُّ۔ اَلْمَتِیْنُ۔ اَلْحَکِیْمُ

میں غور وفکر کا طریقہ

مؤلف
عبداللہ صدیقی
(ریسرچ اسکالر آف ایمانیات)

زیر سرپرستی
مولانا محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری
مفتی محمد شعیب مظاہری

ناشر
عظیم بک ڈپو، دیوبند، یوپی، انڈیا

حق طباعت غیر محفوظ

(بغیر کسی تبدیلی کے چھپوانے کی عام اجازت ہے)

نام کتاب:۔ صفاتِ الٰہی القوی' المتین' الحکیم میں غور وفکر کا طریقہ

مرتب:۔ عبداللہ صدیقی

زیر سرپرستی:۔ مولانا محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری 9849085328
(مفسر قرآن ومصنف: ''آسان ترجمہ وتفسیر قرآن'')

مفتی محمد شعیب مظاہری 9640213661
(خطیب مسجد وزیر النساء، احمد نگر)

سنہ طباعت:۔ ۲۰۲۲ء مطابق ۱۴۴۳ھ

تعداد اشاعت:۔ 300

کمپیوٹر کتابت:۔ محمد کلیم الدین سلمان قاسمی۔9963770669

ناشر:۔ عظیم بکڈ پو، دیوبند، یوپی، انڈیا۔9997177817

اس کتاب کے علاوہ دوسرے اسماءِ الٰہی میں غور وفکر کے لئے ہماری کتاب تعلیم الایمان کے تمام حصے پڑھئے اور ایمان بالکتب، ایمان بالرسالۃ، ایمان بالآخرۃ، ایمان بالقدر (تقدیر) پر شعوری اور عقلی اعتبار سے ایمان پیدا کرنے کیلئے ''ایمانِ مفصل کو سمجھانے کا طریقہ'' پڑھئے، اس کے علاوہ اولاد کو مسلمان بنانے اور لڑکیوں کو شادی سے پہلے باشعور بنانے والی دونوں کتابیں ضرور پڑھئے اور اپنے خاندان میں تحفہ دے کر دعوتِ دین کا حق ادا کیجئے۔
عظیم بکڈ پو دیوبند یوپی سے نصف قیمت پر کتابیں حاصل کر سکتے ہیں۔

مدارسِ اسلامیہ کو ان کی خواہش پر ایک نسخہ تحفۃً دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی صفات: اَلْقَوِیُّ ۔ اَلْمَتِیْنُ

سب سے زیادہ طاقت والا، زبردست قوت والا

إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُo (الذاریات:۵۸)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ ہی بڑی قوت والا زبردست ہے۔

قوی کے معنیٰ: قوت والا، طاقتور، توانا، مضبوط، کامل ومکمل طاقت وقوت والا۔

متین کے معنیٰ: مضبوط، زبردست قوت والا۔ جسے کوئی عاجز نہ کر سکے، جس پر کوئی غلبہ نہ پا سکے، جس کی طاقت وقوت میں کوئی نقص اور کمی نہیں ہوتی، جس سے اس کی قوت کبھی جدا نہیں ہوتی، انتہائی اعلیٰ درجہ کے کمال تک پہنچی ہوئی طاقت وقوت ہوتی ہے، اس سے کوئی چیز چھینی بھی نہیں جاسکتی، اس کو اپنی چیزوں کے استعمال سے کوئی روک نہیں سکتا۔

☆ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی کامل صفات ہیں، جس طرح وہ ذات میں سب سے بڑا، عظیم واعلیٰ ہے اسی طرح اپنی طاقت وقوت میں بھی عظیم واعلیٰ ہے، اس کی طاقت وقوت کا اندازہ لگانا انسانوں کے بس کی بات نہیں۔

یہ دونوں اس کی ذاتی صفات ہیں، کسی نے اس کو عطا نہیں کیا، اللہ تعالیٰ خود ہی سے قوی اور متین ہے، وہ قوت و طاقت کا منبع وخزانہ ہے، جس طرح اس کی صفات تخلیق، ربوبیت، رحمت، مصوری، رزاقیت، حکمت وغیرہ کا اظہار کائنات کی مخلوقات سے ہوتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات قوی اور متین کا بھی اظہار مختلف مخلوقات سے ہوتا ہے، مخلوقات میں جو کچھ بھی طاقت وقوت ہے وہ اللہ کی عطا اور دین ہے، ان کی اپنی ذاتی نہیں، وہ جب چاہے ان میں کی طاقت وقوت کھینچ کر واپس لے سکتا ہے، جس طرح اس نے چھری سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو کاٹنے کی طاقت کھینچ لی اور آگ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کی طاقت کھینچ لی، مچھلی کے پیٹ سے حضرت یونسؑ کو ہضم کرنے کی طاقت کھینچ لی۔ وہ اپنی قدرت وطاقت میں کسی کا محتاج نہیں، نہ اس کی طاقت وقوت میں کوئی اس کا

شریک ہے، اس نے دنیا کی مخلوقات کو کئی کئی قسم کی طاقتیں اور قوتیں عطا کیں، کسی کو طاقتور ضرور بنایا مگر وہ مضبوط اور کامل طاقت نہیں رکھتیں، شکل بگڑنے کے بعد کمزور اور ضعیف ہو جاتی ہیں، کسی کو مضبوط اور زبردست قوت والا بنایا، یعنی کوئی قوی ہے تو متین نہیں ہے۔

اور کوئی قوی ایسا ہے طاقت کھو کر پھر طاقت ور بن جاتا ہے، مثلاً ہوا، پانی، آگ، جانور اور درخت وغیرہ، ہوا کو اللہ نے بہت طاقتور بنایا، مگر وہ مضبوط نہیں، جب آندھی طوفان بن کر چلتی ہے، تو گھروں، درختوں اور کھنبوں کو گرا دیتی ہے، مگر انسان اس کو مشین میں جمع کر کے رکھتا، موٹر کے ٹائروں میں بھر کر استعمال کرتا ہے، سانس لے کر کاربن ڈائی آکسائیڈ بنا دیتا ہے، گرم کرتا ہے تو اس کے بخارات بہت گرم ہو جاتے ہیں، اس کا دائرہ ایک محدود حد تک ہے، خلاء میں موجود نہیں، اس کی ساری طاقت بدل جاتی ہے۔

پانی کو اللہ تعالیٰ نے بہت طاقتور بنایا، جب طوفان آتا ہے یا لہروں میں بہتا ہے تو بڑے بڑے جہازوں کو ڈبو دینا اور سونامی سے شہروں میں داخل ہو کر تباہی مچا دیتا ہے، گرم کیا جاتا ہے تو پانی کے بخارات ہوا سے زیادہ ہلکے ہو جاتے ہیں، برف بنتا ہے تو ٹھوس اور سخت بن کر ایک جگہ پڑا رہتا ہے، پھر پانی بن کر سختی کھو دیتا ہے، لوہا جیسی ٹھوس چیز کو زنگ لگا کر کمزور کر دیتا ہے، زمین پر ڈالو تو زمین پانی کو پی جاتی ہے، اس کی ساری طاقت اصلی حالت میں باقی نہیں رہتی، وہ قوی ضرور ہے مگر متین نہیں، متین صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

آگ کو اللہ تعالیٰ نے بہت طاقتور بنایا، جب جلتی ہے تو منٹوں میں ہزاروں مکانات' دُکانات' سامان اور انسانوں کو جلا دیتی ہے، اس پر پانی ڈالو تو اس کی ساری طاقت ختم ہو کر مردہ ہو جاتی ہے، جلنے کے لئے پٹرول، آکسیجن، لکڑی، گیس اور تیل کی محتاج ہے۔

جانوروں میں شیر، ببر، ہاتھی، گھوڑا بہت قوی اور طاقتور ہوتے ہیں، مگر جب غذا نہ ملے یا بیمار ہو جائیں یا بوڑھے ہو جائیں یا ان کو گولی لگ جائے تو مردہ بن کر ڈھیر ہو جاتے ہیں، درخت بہت طاقتور اور قوی ہوتے ہیں، مگر پانی نہ ملے، یا آگ لگ جائے یا انہیں کاٹ دیں تو بے جان لکڑی بن کر پڑے رہتے ہیں، وہ قوی ضرور ہیں مگر متین نہیں، شکل

بدلتے ہی ان کی اصلی طاقت ختم ہو جاتی ہے، متین صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مختلف دھاتیں پیدا کی ہیں، مثلاً لوہا، غور کیجئے کہ لوہا قوی اور سخت ہونے کے باوجود گرم کرنے سے اپنی طاقت وسختی کھو دیتا ہے، جب گرم کیا جاتا ہے تو آگ بن کر نرم پڑ جاتا ہے، اس میں اصلی طاقت باقی نہیں رہتی، ٹھنڈا ہونے کے بعد پھر اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے، اس کی طاقت وقوت پہلے جیسی مضبوط ہو جاتی ہے، اس کو کاٹنے کے بعد زنگ لگنے کے بعد کمزور ہو جاتا ہے' اس لئے وہ متین نہیں۔

سونے کو گرم کر کے زیورات وغیرہ بنائے جاتے ہیں، زیور بنانے کے لئے اس میں دوسری دھات ملانے سے مضبوطی قائم رہتی ہے، جب سونا زیور بن جاتا ہے تو اپنی اصلی صلاحیت رنگ، خوبصورتی اور چمک کے ساتھ برقرار رہتا ہے۔

زمین کو اللہ تعالیٰ نے نرم بھی بنایا اور طاقتور وٹھوس بھی بنایا، انسان کھود کر اس پر جو چاہے کام لے لیتے ہیں، پھر زراعت کرنے کے لئے نرم کر دیا جاتا ہے، پھر برابر کرنے سے وہ جیسی تھی ویسی ہی ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے زمین کے مختلف حصوں میں مختلف قسم کی طاقت وقوت رکھی، پانی نہ ملے تو مردہ ہو جاتی ہے، اس میں پیداوار کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے، پانی ملنے کے بعد پھر طاقتور ہو جاتی ہے، اس کی ریت اور دھول کو ہوا اُڑا لے جاتی ہے۔

مگر اللہ تعالی کی ذات مخلوقات جیسی نہیں ہے، وہ قوی بھی ہے اور متین بھی، طاقتور، مضبوط، زبردست قوت والا ہے، اس کی طاقت وقوت میں کوئی کمی زیادتی نہیں ہوتی، کبھی اس کی طاقت میں کوئی تغیر وضعف پیدا نہیں ہوتا، نہ کوئی خرابی پیدا ہوتی ہے، وہ خود سے اپنے ہی بل بوتے پر مضبوط زبردست قوت والا ہے، اس پر کوئی بڑھاپا، بیماری اور کمزوری نہیں آتی، وہ ہر عیب اور نقص اور کمی بیشی سے پاک ہے، وہ مخلوقات کی طرح قوت وطاقت کا محتاج نہیں۔

انسانوں کو ہر روز اللہ اکبر کا اقرار کروا کر یہ تعلیم دی جا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح پرورش، تخلیق، حکومت، بادشاہت، رزق دینے اور رحم کرنے وغیرہ میں ہر چیز میں اکیلا اور یکتا ہے اسی طرح وہ اپنی قوت وطاقت میں بھی اکیلا وہی بڑا ہے، اس سے بڑا کوئی

نہیں، اس جیسی طاقت وقوت والا کوئی نہیں، نہ اس کے برابر کا کوئی ہے اور نہ کبھی ہوگا۔

اگر انسان اس کو ذات کے اعتبار سے نہیں دیکھ سکتا اور وہ نظر نہیں آتا تو غفلت و نادانی اور گمراہی سے دھوکہ نہ کھائیں، اس کی پیدا کی گئی مخلوقات میں غور و فکر کر کے اس کی طاقت وقوت کا ادراک واحساس کریں اور اُسے ہی اکیلا قوی اور متین مانیں، جب اس نے ہر چیز بنایا اور پیدا کیا تو سوچو! کہ اس سے بڑھ کر کوئی طاقتور اور قوی کیسے ہوسکتا ہے۔

انسان کی فطرت یہ ہے کہ جب وہ کسی کو بڑا قوی اور طاقتور مانتے ہیں تو جو اس کی نظروں کے سامنے ہوتا ہے اس کا ادب واحترام کرتے ہیں، اس سے ڈرتے ہیں، اس کی پکڑ سے بچنا چاہتے ہیں، اس کے خلاف بغاوت و نافرمانی نہیں کرتے، انسان اپنے اندر یہ کیفیت پیدا کرنے کے لئے اللہ کی صفات قوی اور متین پر نظر رکھے۔

مگر جب انسان کو اس کا تعارف اور پہچان صحیح نہیں ملتی اور وہ اللہ تعالیٰ کی صفات قوی اور متین سے واقف نہیں رہتے تو عاملوں کے پاس جا کر شیطانی قوتوں سے متاثر ہوجاتے ہیں اور ان کو طاقتور سمجھ کر شیاطین سے ڈرتے ہیں، ان کی پوجا اور پرستش کرتے ہیں، پھر انسان کی سائنس میں ترقی اور اس کے ذریعہ خطرناک ہتھیار بنانے اور حکومت کے ذریعہ فوج اور پولیس کے ذریعہ دبدبہ قائم کر کے یا ان کے ظلم وزیادتی کی وجہ سے ان کو طاقتور سمجھتے ہیں اور ان سے ویسا ہی ڈرتے ہیں جیسے اللہ سے ڈرنے کا حق ہے، مخلوق سے ڈرتے اور مالک کائنات سے نڈر بنے رہتے ہیں، اس لئے کہ ان کی طاقت وقوت بظاہر نظر آتی ہے۔

دنیا کی زندگی میں غیر مسلم دولت، طاقت، ہتھیار اور سائنس وٹکنالوجی کے نئے نئے سامان بنا کر اپنے آپ کو سب سے زیادہ طاقتور سمجھتے ہیں اور سب انسانوں کو غلام بنا کر ان پر خدائی چلاتے ہیں اور اپنے قانون پر عمل کرنے کے لئے مجبور کرتے ہیں۔

بہت سی انسانی حکومتیں، اپنے سے طاقتور حکومتوں سے ڈر کر ان کی غلام بنی رہتی ہیں، ان کے حکموں پر چلتی ہیں اور اللہ سے نڈر بن کر اسلام کے خلاف اسلام کو کمزور کرنے میں ان کی مددگار بن جاتی ہیں اور اللہ کے احکام نافذ نہیں کرتیں، انسانی قانون نافذ کر کے

ظالموں، فاسقوں، مشرکوں اور باغیوں کو طاقت وقوت والا سمجھ کر ان کی مرضیات پر حکومت چلاتی ہیں، اوران کو خوش رکھنے کے لئے اسلامی قانون کی جگہ اُن کے اخلاقِ رذیلہ عیاشی اور فحاشی والا قانون نافذ کرتی ہیں، انسانوں کے یہ حالات ثابت کرتے ہیں کہ ایسے انسان اللہ کو قوی اور متین نہیں مان رہے ہیں، اس کے مقابلے انسانوں کو طاقتور اور قوت والا مان کر ان سے ڈرتے ہیں اوران کی اطاعت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قوت وطاقت سمجھانے کے لئے انسانوں کو مخلوقات میں غور وفکر کی تعلیم دی ہے، اوراپنی صفت قوی کی ہلکی سی جھلک کو مختلف مخلوقات سے ظاہر کر کے بندوں کو اپنے قوی اور متین ہونے کی تعلیم دے رہا ہے، چنانچہ اس نے اپنی صفت قوی کے لئے کسی کو جسمانی قوت عطا کی، کس کو روحانی قوت عطا کی، کسی کو سننے کی قوت اور کسی کو دیکھنے کی قوت، کسی کو سونگھنے کی قوت، کسی کو چکھنے کی قوت، کسی کو دل ودماغ عمدہ فہم کی قوت، کسی کو حافظہ کی قوت، کسی کو مارنے کی قوت، کسی کو دوڑنے کی قوت، یعنی کسی کے ہاتھوں میں، کسی کے پیروں میں، کسی کے تھوک میں، کسی کی سونڈ میں الگ الگ قوتیں عطا کی ہیں، زبان میں بات کرنے کی قوت، معدے میں ہضم کرنے کی قوت، گردوں میں صفائی کی قوت، دل کو دھڑکنے کی قوت، خون میں گردش کی قوت، چاند، سورج ستاروں اور زمین کو دن رات گردش کرتے رہنے کی قوت، درختوں کو اپنے اپنے موسموں میں غلہ، اناج، ترکاریاں اور پھل نکالنے کی قوت، جانوروں کو دودھ، انڈے دینے کی قوت، سورج کو روشنی اور گرمی دینے کی قوت، چاند کو روشنی اور ٹھنڈک دینے کی قوت، زمین کو پیداوار اُگانے کی اور مٹی کو گندگی جذب کرنے اور مُردوں کو مٹی بنانے اور معدنیات کو محفوظ رکھنے کی قوتیں دے رکھی ہیں۔

جب وہ چاہتا ہے ان تمام چیزوں کی طاقت ختم کر دیتا ہے، سورج، چاند پر گہن لاکر روشنی اور گرمی کی قوت کو ختم کر دیتا ہے، زمین سے پیداوار اُگانے کی قوت کھینچ لے تو بنجر بن جاتی ہے، جاندار سے بچے پیدا کرنے، انڈے دینے اور دودھ دینے کی قوت کھینچ لے تو بانجھ بن جاتے ہیں، دل کے دھڑکنے کی قوت کھینچ لے تو جاندار مردہ ہو جاتا ہے،

دماغ میں خرابی پیدا کردے اور سوچنے سمجھنے کی قوت نکال لے تو انسان پاگل بن جاتا ہے، گردوں کے کام کرنے کی قوت ختم کردے اور آنکھوں کی روشنی کی قوت ختم کردے تو وہ ناکارہ ہوجاتے ہیں، جاندار اندھا بن جاتا ہے، ہاتھوں پیروں کی طاقت کھینچ لے تو چلنے پھرنے سے معذور واپاہج ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ انتہائی بوڑھاپے میں انسان کی یادداشت کی قوت کھینچ لیتا ہے تو وہ سارا علم یہاں تک کہ اپنی اولاد کے ناموں تک کو بھول جاتا ہے، آنکھوں سے اندھا، کانوں سے بہرا ہوجاتا ہے، کائنات کی تمام مخلوقات کی زندگی کی بقا کا پورا انحصار اللہ کی دی ہوئی قوت وطاقت پر ہی ہے، ورنہ وہ اپنی ڈیوٹی اور ذمہ داری ادا نہیں کرسکتیں، فرشتے تک اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوت وطاقت ہی سے زمین پر آتے اور جاتے ہیں، ہوائیں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت ہی سے ابر کو ساری دنیا میں اڑائے لئے پھرتی ہیں۔

انسان اللہ تعالیٰ کی صحیح پہچان اس کی صفات کے ذریعہ نہ رکھنے کی وجہ سے مخلوقات میں بظاہر جو عارضی اور وقتی قوتیں نظر آتی ہیں ان ہی کو زبردست قوت والا سمجھتا ہے اور ان کو خدا کا درجہ دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کی صفت قوی پر نظر نہیں رکھتا۔

انسانوں کو غور کرنا چاہئے کہ اس نے اپنی صفت قوی اور صفت متین (مضبوط اور زبردست قوت والا) کے ذریعہ زمین، آسمان، سورج، چاند، ہزاروں ستاروں اور سیاروں کو قوت کشش کے ذریعہ بغیر ستونوں کے خلاء میں کھڑا رکھا ہے، وہ گردش کرتے ہوئے بھی اپنی حرکت کے باوجود ایک دوسرے سے نہیں ٹکراتے۔

اللہ تعالیٰ نے زمین میں وہ قوت عطا فرمائی کہ وہ کروڑہا انسانوں کو ان کے مکانات، بنگلے اور سامانِ زندگی اور ان کی سواریوں کو پھر درختوں، جانوروں، جنگلات، ریگستانوں کو پہاڑوں کو سمندروں کو اپنے اوپر سنبھالے رکھی ہے، پہاڑوں کی بلندی، مضبوطی اور وزن سے انسان پر ہیبت طاری ہوتی ہے، انسانی حکومت زمین کو ہلنے سے روکنے کے لئے ایسا انتظام ہی نہیں کرسکتی تھی، پہاڑوں کو وزنی بنا کر زمین کو ہلنے سے روکنے کی قوت دی۔

اللہ نے زمین پر سات سمندر رکھے ہیں، سمندروں کا جوش مارنا اوران کی لہروں کا غضبناک ہوکر بلند ہونا' اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات قوی اور متین کی ہلکی سی جھلک انسانوں کو دکھا رہا ہے، جب سمندروں میں طوفان اٹھتا ہے اور لہریں زور کرتی ہیں تو اس وقت انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی قوت یاد آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سورج کو کسی موسم میں ٹھنڈا اور کسی موسم میں گرم رکھ کر خاص طور پر گرما کے موسم میں اور ریگستانوں کی جھلسا دینے والی سخت گرمی سے اپنی صفت قوی کی ہلکی سی جھلک بتا رہا ہے، انسانوں کو یہ بھی احساس دلا رہا ہے کہ سورج اور زمین ایک دوسرے سے لاکھوں میل دور ہونے کے باوجود سورج جیسی مخلوق میں اس نے یہ طاقت اور قوت رکھی ہے کہ وہ زمین پر سخت گرمی سے آگ برسا سکتا ہے، اور زمین کی پوری ہوا کو گرم کرسکتا ہے، تو سوچیں کہ وہ کیسا زبردست طاقت وقوت والا قوی اور متین ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آسمان بنائے اور ایسے ایک پر ایک سات آسمان بنائے، جن کی لمبائی اور چوڑائی اور اونچائی معلوم کرنے سے مخلوق عاجز اور مجبور ہے، وہ بغیر ستونوں کے آسمانوں کو اپنی صفت قوی اور متین سے مخلوقات کے سروں پر قائم کرکے اپنے زبردست طاقتور ہونے کو سمجھا رہا ہے، بیشک انسان اس کی طاقت وقوت کا اندازہ نہیں لگا سکتا۔

دنیا کی کوئی حکومت، فوج اور ایٹمی طاقت زمین کو ہلا نہیں سکتی اور نہ زمین کے اندر سے آنے والے زلزلوں کو روک سکتی ہے، وہ جب نافرمان و باغی انسانوں کو عذاب اور سزا دینا چاہتا ہے تو زمین میں زلزلے پیدا کردیتا ہے، اور زمین کو ہلا کر انسانوں کے شہر، گاؤں اور بستیوں کو تباہ کردیتا ہے، اور انسانوں پر اپنی صفت قوی کا مظاہرہ کرتا ہے۔

اس نے ہوا پیدا کی، ہوا کو بے انتہا لطیف اور ہلکی بنایا، دنیا کی کوئی انسانی حکومت میں یہ طاقت نہیں کہ وہ ہوا کو طوفانی بنا کر چلائے یا ہوا طوفانی بن جائے تو اُسے روک سکے، مگر جب اللہ تعالیٰ انسانوں کی پٹائی کرنا چاہتا ہے تو اسی ہلکی ہوا کو بغیر مشین کے طوفانی رفتار سے چلا کر خطرناک آندھی اور طوفان لاتا ہے، سمندروں کے پانی کو اسی طوفانی ہوا سے

خطرناک لہروں میں تبدیل کر کے سونامی بنا کر زمین پر لا کر میلوں اندر داخل کر کے اپنی صفات قوی اور متین کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اگر وہ سورج کی روشنی اور گرمی کو تیز کر دے تو کسی انسانی حکومت میں یہ طاقت نہیں کہ وہ اپنی فوج اور ہتھیار یا ایٹمی طاقت سے اس کی گرمی اور تیزی کو ختم کر دے، یا اس کے گہن کو ختم کر کے روشن کر دے۔

اللہ تعالیٰ بارش روک دے تو کوئی انسانی حکومت میں یہ طاقت وقوت نہیں کہ وہ قحط کو ختم کر دے اور زمین سے پانی نکال کر ندی نالے اور دریا جاری کر دے، نئی نئی بیماریاں اور وبائیں آ جائیں تو ان کا علاج کرنے اور دوائیں ڈھونڈنے میں اللہ کے دیئے ہوئے علم اور دماغی طاقت ہی سے انسان مدد کر سکتا ہے، ورنہ اس کی سائنس وٹکنالوجی سب بیکار ہو جاتی ہے۔

دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر زمین وآسمان سے پانی کے دہانے کھول کر نافرمانوں کو غرق کر کے اپنی صفت قہر (پکڑ) اور شدید العقاب (سخت سزا دینے والا) کے ذریعہ شدید عذاب نازل کیا اور اپنے قوی ہونے کا اظہار کیا۔

☆ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر پتھروں کی بارش برسا کر اپنا قہر نازل کر کے اپنی صفت قوی کا اظہار کیا، اور انسانوں کے لئے عبرت بنا دیا۔

☆ قومِ عاد وثمود جو انسانوں میں بہت طاقتور اور مضبوط جسموں کے مالک تھے، ان کی ٹکنالوجی کے مقابلے اپنی صفت قہر کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہوا کے طوفان سے پٹک پٹک کر ہلاک کیا اور اپنی صفت قوی کو ظاہر کیا تا کہ آئندہ آنے والے انسان اپنی سائنس وٹکنالوجی کی طاقت اور ترقی پر گھمنڈ نہ کریں، آج بھی سائنسی ترقی یافتہ ملکوں میں آگ لگتی ہے، طوفان آتے ہیں، تو وہ اللہ کے قہر کے سامنے بے بس اور مجبور ہو جاتے ہیں۔

☆ فرعون اور اس کی قبطی قوم پر بار بار عذاب لا کر، جیسے جوؤں، مینڈکوں، خون، ٹڈیوں، قحط وغیرہ عذاب کے ذریعہ اپنی صفت قوی کو بار بار سمجھایا، آخر میں اس کو اور اس کے لشکر کو مع ہتھیاروں کے سمندر میں ڈبو کر اپنی صفت قوی کے ذریعہ اپنی ایک اور صفت المنتقم (انتقام وبدلہ لینے والا) کا اظہار کیا۔

دنیا میں انسانی حکومتیں اللہ تعالیٰ ہی کی پیدا کردہ چیزوں کو استعمال کر کے اپنے آپ کو طاقتور اور قوت والی سمجھتی ہیں، وہ بغیر فوج، پولیس، ہتھیار اور جنگی ساز وسامان کے اپنی طاقت کا اظہار نہیں کر سکتیں، اگر ان کے پاس سائنس کا علم نہ ہو، ریسرچ کرنے کی صلاحیت نہ ہو، موٹر، ٹرک، ہتھیار اور سامانِ جنگ نہ ہو تو وہ مجبور اور کمزور ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ لوہے کو نرم بنا کر سامان بنانے کی طاقت وصلاحیت نہ دیتا تو وہ لوگ کچھ بھی قوت نہیں بتا سکتے تھے، بارود اور یورے نیم پیدا نہ کرتا تو بم وغیرہ نہیں بنا سکتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کو نہ فوج اور پولیس چاہئے، نہ ہتھیار اور اسباب کا وہ محتاج ہے، وہ جب اپنی قوت وطاقت کو دکھانا چاہتا ہے تو معمولی پرندوں ابابیل کی چونچ میں اور پنجوں میں کنکریوں کو بم سے زیادہ خطرناک بنا دیتا ہے، چنانچہ اس نے ابرہہ کو ابابیل جیسے چھوٹے پرندوں کے لشکر کے ذریعہ اپنی صفت قوی اور منتقم (انتقام لینے والا) کا اظہار کیا، اور سمجھایا کہ انسانوں کی حکومت ہتھیار فوج طاقتور جنگی سامان اس کے سامنے کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتے، بے بس اور مجبور ہوتے ہیں، اس کے برعکس انسان اپنے بچاؤ کے لئے جو بھی سامان رکھ لے اللہ انہیں ختم کرنا چاہے تو انہی کے محافظوں اور سامان کے ذریعہ ان کو فنا و برباد کر دیتا ہے، دنیا میں کتنے ایسے باڈی گارڈ اور وزیر ہیں جو اپنے مالک کو ہی ختم کر دئے۔

انسان دوسروں کو مارنے کے لئے بندوق اور بم بناتا ہے، مگر وہی بم اور بندوق سے کوئی اس کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے، وہ القہار (سب پر قابو رکھنے والا) ہے، نمرود بادشاہ ہونے کے باوجود اس کے دماغ میں مچھر داخل کر کے ہر روز جوتوں سے پٹائی کرواتا تھا، وہ اپنی طاقت وقوت میں کسی کا محتاج ومجبور نہیں ہے، اس نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو اکیلے کھڑا کر کے فرعون اور اس کی قوم میں دعوتِ ایمان کا کام لیا، کعبۃ اللہ جو مکہ میں تمام عرب قبائل کے بتوں کا مرکز تھا اور قریش وہاں کے مجاور تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلے پورے مشرکین میں کھڑا کر کے دعوتِ دین کا کام لیا، ابوجہل کے ہاتھوں میں کنکریوں سے کلمہ پڑھوایا، ہجرت کے وقت تمام قبائل کے نوجوان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کرنے کے باوجود قتل کرنے میں ناکام رہے، ہجرت کے وقت سراقہ کے گھوڑے کے پیر ریت میں دھنسا دیا، حضرت عمرؓ کو مسجد نبوی میں رکھ کران کی آواز کو فارس پہنچایا اور اتنی طاقت دی کہ اسلامی فوج کو دشمن کس طرف سے حملہ کرنے والا ہے اس آواز کے ذریعہ بتلا کر اپنی صفت قوی کا اظہار فرمایا، انہوں نے مسجد نبوی میں کھڑے ہوکر بلند آواز پکارا: یا ساریہ الجبل، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں ایسی قوت عطا فرمائی کہ وہ بیماروں پر ہاتھ پھیرتے تو صحت مند ہوجاتے اور اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے تھے، حضرت عزیر علیہ السلام کو ساری طاقت بالوں میں دی، ان کو سو سال تک موت دے کر پھر زندہ کیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کو اژدہا بننے کی طاقت دی، اسی عصاء کو اللہ کے حکم سے پتھر پر مارا تو پانی کے بارہ چشمے نکلے، اور سمندر کے پانی پر مارا تو بارہ راستے بن گئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے جلائی گئی آگ کو ٹھنڈک کی طاقت دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی میں اثر دیا کہ اشارہ کرتے ہی چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ ہی کے دئے ہوئے علم اور صلاحیت و طاقت سے انسان بجلی پیدا کرلیتا ہے اور بم بناتا ہے، بجلی اور بم جو ایک معمولی مخلوق ہیں' ان میں اللہ ہی کا دیا ہوا پاور اور طاقت ہے، جس کی وجہ سے وہ ایک ہی سکنڈ میں ہزاروں مکانوں، دُکانوں بڑے محلات اور بڑی بڑی عمارتوں اور ڈھیروں ساز و سامان اور انسانوں کو جلا دیتے اور مار دیتے ہیں، غور کریں کہ بجلی کا مالک جس نے بجلی میں یہ طاقت وقوت رکھی ہے وہ کتنا پاورفل اور طاقت وقوت والا ہوگا، آسمان پر بجلی چمکتی ہے تو اس کی کڑک دار آواز سے پورا شہر دہل جاتا ہے، بم اس کے سامنے کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتے، مخلوقات کی طاقت وقوت کو دیکھ کر ان کے خالق و مالک کی طاقت وقوت کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔

اسی طرح زمین سے نکلنے والا لاوا جو مخلوق ہے، جب زمین سے باہر آتا ہے تو قیامت برپا کردیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھوں میں ایسی قوت و طاقت دی تھی کہ لوہا بغیر آگ' ہتھوڑے اور اوزار کے نرم پڑ جاتا تھا اور وہ آسانی سے زرہ

بنا لیتے تھے، ان کی آواز میں ایسی خوش الحانی اور کشش و طاقت دی تھی کہ ان کے ساتھ پرندے، پہاڑ، درخت اور کئی مخلوقات اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور تسبیح بیان کرنے میں شریک ہو جاتے تھے، ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کو وہ طاقت اور حکومت دی تھی کہ جنات، انسان، چرند و پرند' ہوا، اکثر چیزیں ان کے تابع اور محکوم تھیں، ان کی صحبت میں رہنے والے شخص کو علم کی وہ طاقت دی تھی جس سے اس نے پلک جھپکتے میں ہزاروں میل دور سے بلقیس کے تخت کو محل میں لا لیا، ہوا کو اللہ نے ان کے تابع کیا تھا، جس کی وجہ سے وہ اپنے تخت اور وزیروں کے ساتھ منٹوں میں میلوں پہنچ جاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آج بھی ہوا میں یہ طاقت دے رکھی ہے کہ وہ انسانوں کے ہوائی جہازوں کو ہزاروں ٹن سامان اور پانچ سو ہزار انسانوں کو سنبھالے رکھتی ہے، یہی حال پانی کا ہے، اللہ نے پانی کو یہ طاقت دی کہ وہ انسانوں کے تیرنے والے جہازوں کو ہزاروں ٹن سامان اور انسانوں کے ساتھ اپنے اوپر پھولوں کی طرح تیراتا ہے، غور کرنے پر معلوم ہوگا کہ یہ سب خالق و مالکِ کائنات کے قوی اور متین ہونے کو ظاہر کرتے ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ قیامت برپا کرے گا تو اپنی صفت قوی کو ظاہر کرکے پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کرکے روئی کے گالوں کی طرح ہوا میں اُڑائے گا، سمندروں کے پانی کو آگ بنا دے گا، زلزلے، آندھی اور طوفان لا کر تمام درخت، جانور اور انسانوں کو فنا کر دے گا، آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا، سورج، چاند، ستاروں کو بے نور کر دے گا، حشر کے میدان میں اپنی صفت قوی اور متین کا اظہار کرے گا، قیامت کا قائم ہونا بھی اس کی صفت قوی کو ظاہر کرے گا، دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ اور صدر اور ان کی فوجیں مجبور و بے بس رہیں گی۔

اللہ تعالیٰ جب قوی ہے تو غیر مسلم' مسلمانوں پر ظلم کرتے ہیں، فساد مچاتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو امتحان کی جگہ بنایا ہے، وہ دنیا کی زندگی میں انسانوں کو نیکی اور بدی کرنے کی آزادی اور اختیار دے رکھا ہے، اس لئے وہ ہر قسم کی طاقت وقوت رکھ کر بھی

اپنی صفات حلیم، صبور اور عفو سے کام لیتا ہے، ورنہ اس کی پکڑ بڑی سخت ہے، وہ اگر انسان کے ظلم وزیادتی اور گناہ پر پکڑ لے تو کوئی بھی طاقت انسان کو نہیں بچا سکتی، وہ ایک مدت تک انسان کو سنبھلنے اور سدھرنے کا موقع عطا کرتا ہے، پھر شدید العقاب بن کر سزا دیتا ہے۔

اس نے قارون کو مع خزانے اور محل کے زمین میں دھنسا کر دفن کر دیا، بنی اسرائیل کے ایک گروپ کو ہفتہ کی بے حرمتی کرنے پر بندر بنا دیا، حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو ناپ تول میں کمی زیادتی کرنے پر ہلاک کر دیا، بنی اسرائیل کو رسولوں کے انکار کرنے اور پیغمبروں کو قتل کرنے اور کتاب کو نہ ماننے پر ہمیشہ کی ذلت ورسوائی میں مبتلا کر دیا، ابوجہل کو دو چھوٹے بچوں کے ذریعہ بے عزتی کی موت دی، فرعون کی لاش کو قیامت تک کے انسانوں کی عبرت ونصیحت کے لئے مصر کے میوزیم میں محفوظ رکھوا دیا، وہ نافرمان، باغی انسانوں پر نئی نئی بیماریاں آپس میں اختلاف یا ظالم انسانوں کو ان پر مسلط کر کے اپنی صفت قوی کا اظہار کرتا ہے، یا ظالم ونافرمان انسانوں کو کثرتِ تعداد کے باوجود ہتھیار وطاقت کے باوجود مٹھی بھر انسانوں سے پٹائی کروا کر ان کے غرور وتکبر کا خاتمہ کر کے اپنی صفت قوی کو ظاہر کرتا ہے، جنگ بدر اور جنگ خندق میں اس نے اپنی صفت قوی کو کھلا ظاہر کیا۔

غیر مسلم بعض حالات میں کامیاب ہوتے ہیں یا ظلم وزیادتی کرتے ہیں یا فساد برپا کرتے ہیں تو ہرگز ایسا نہیں کہ وہ ان کو روکنے اور پکڑنے سے مجبور وعاجز ہے، قوت نہیں رکھتا بلکہ اس نے دنیا کو امتحان کی جگہ بنا کر شر اور خیر کی آزادی واختیار دیا ہے، اسی آزادی واختیار کی وجہ سے ان کی نافرمانی، بغاوت اور ظلم پر اللہ تعالیٰ باوجود طاقت وقوت رکھنے کے اپنی صفات حلیم، صبور اور عفو کے ذریعہ سنبھلنے اور سدھرنے کا موقع دیتا رہتا ہے، اور باغی ونافرمانوں اور شیطان کے ساتھیوں کو کھلے طور پر پوری طاقت کے ساتھ اپنی حیثیت کے مطابق گناہ اور نافرمانی کرنے کا موقع دیتا ہے، جس طرح ڈوبنے والا خوب پانی پی کر ڈوبتا ہے، پھر موت کے بعد ان کو اپنی صفت قوی اور صفت متین کے ذریعہ شدید العقاب (سخت سزا دینے والا) کی صفت ظاہر کرتا ہے۔

دنیا میں نافرمانی اور بغاوت کی وجہ سے ان کو بے سکونی، ذلت، ناپا کی و گندگی، بیماریوں اور پریشانیوں، لڑائی جھگڑوں میں مبتلا رکھتا ہے، ان کو دنیا کی زندگی میں برکت نہیں دیتا، نئی نئی بیماریوں میں مبتلا کر دیتا ہے، اس لئے نافرمانوں اور گنہگاروں کو نہ روکنے اور پکڑ نہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کو مجبور اور کمزور نہ سمجھیں اور نہ ایسے انسانوں کو اللہ سے نڈر بن کر رہنا چاہئے، اس لئے کہ دنیا میں اکثر اوقات اللہ تعالیٰ اپنے عذاب مختلف انداز سے لا کر نافرمانوں کو عقل، عبرت و نصیحت حاصل کرنے کا درس دیتا رہتا ہے، ہر حال میں انسان اور کائنات کی ہر چیز اللہ ہی کے قبضہ میں ہے، وہ ہر طرح سے ان پر اختیار رکھتا ہے۔

ایمان والوں پر غیر ایمان والے اسی وقت ظلم و زیادتی کر سکتے یا کامیاب ہو سکتے ہیں جب تک اللہ کی مرضی ومشیت نہ ہو، جنگ احد میں مشرکین پوری طرح کامیاب نہ ہو سکے اور مسلمانوں کو جو نقصان پہنچا اس میں اللہ کی مرضی ومشیت شامل حال تھی، ورنہ جنگ خندق میں مشرکین باوجود بڑی تعداد میں ہونے کے کامیاب نہ ہو سکے، جنگ حنین میں بھی اللہ کی مشیت سے ابتدائی حملہ میں مشرکین نے مسلمانوں کو پسپا کیا مگر پھر ناکام ہو گئے، یہ سب اللہ کی حکمت اور منصوبے ہوتے ہیں جو کسی کے لئے عبرت و نصیحت اور کسی کے لئے شکست اور عذاب ہوتا ہے۔

البتہ جب اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی آزمائش کرنا چاہتا ہے اور ان کے ایمان کی طاقت وقوت کو دکھانا چاہتا ہے تو غیر مسلموں کی زیادتیوں اور ظلم کو ایمان والوں کو سہنا پڑتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنی صفات حلیم وصبور کے ذریعہ ایمان والوں پر ظلم کرنے کو برداشت کرتا رہتا ہے، اور ظلم سہنے پر مسلمانوں کے گناہوں کو معاف اور درجات کو بلند کرنا چاہتا ہے، ورنہ انسان اللہ کی مرضی کے بغیر ایک چوہے اور مچھر کو بھی نہیں مار سکتا۔

ایمان والے اللہ ہی کی طاقت وقوت سے نیکی کرنے کا عقیدہ رکھتے ہیں

عقل وفہم رکھنے والے جب اللہ تعالیٰ کی پہچان اور معرفت حاصل کر لیتے ہیں تو مخلوقات میں غور وفکر کر کے مخلوقات اور اسباب کی طاقت وقوت کو اصل نہیں سمجھتے، ان کی

نگاہ اللہ تعالیٰ پر ہوتی ہے وہ جان جاتے ہیں کہ اصلی قوت و طاقت اللہ ہی کے قبضہ میں ہے، وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ کی مرضی کے بغیر اسباب ان کو نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتے، اسباب میں نفع ونقصان کی طاقت نہیں اور نہ وہ خود اپنی طاقت وقوت سے نیکی کر سکتے اور نہ بدی سے محفوظ رہ سکتے ہیں، ان کو ان کے نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کے خزانوں میں کے ایک خزانے کو ظاہر کر کے یہ تربیت فرمائی کہ ہمیشہ ایمان والے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے نیکی کرنے کی طاقت وقوت مانگیں اور یہ اقرار کریں کہ ہم اپنی طاقت وقوت کے ذریعہ گناہ سے نہیں بچ سکتے، جب تک کہ اللہ ہمیں گناہ سے بچنے کی توفیق اور طاقت عطا نہ کرے، انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی صرف اور صرف اللہ کی مدد ہی سے کر سکتا ہے، لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا اقرار کرتے ہی اللہ سے مدد مانگتے ہی شیطان بھاگ جاتا ہے، اس کے بھٹکانے کا اثر ختم ہو جاتا ہے، ایمان والے ہمیشہ اللہ پر نظر رکھتے ہیں، ان کو دولت، طاقت وحکومت اور علم ملنے پر غرور نہیں کرتے، اسباب کو اصل نہیں سمجھتے، اسباب کے ملنے کے باوجود اللہ ہی سے نفع ونقصان کا عقیدہ رکھتے ہیں، وہ دنیا والوں کی طاقت کے سامنے ہاتھ نہیں جوڑتے اور نہ سر جھکاتے ہیں، اللہ کے نام پر شہید ہونا چاہتے ہیں، ہر حال میں اللہ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

صفت ’’الہادی‘‘ کے نور سے ایمان والوں کو طاقت ملتی ہے

فرعون اپنی بیوی حضرت آسیہؓ اور ان کی خادمہ کے دلوں سے ایمان نہیں نکال سکا، ان پر انتہائی ظلم کیا گیا، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان کو پہاڑ جیسا بنا کر نیکی اور تقویٰ پر قائم رکھا اور صفت ہادی کا نور عطا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے حق کی تلاش میں نکلنے پر ان کو ایران کے شہر اصفہان (ایران) سے لُٹتے پِٹتے عیسائیت سے اسلام کی طرف لانے کے لئے مدینہ میں غلام بنا کر یہودی کے ہاتھوں فروخت کروا دیا، پھر رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی علامتوں اور نشانیوں سے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی صفت ہادی کے نور کی طاقت سے منور فرما دیا۔

حضرت صفیہؓ باوجود یہودی باپ اور چچا شوہر کو یہودی دیکھ کر ان کے ساتھ پرورش پا کر بھی رسول اللہ کو حق اور سچ جانا اور اللہ کی صفت ہادی کے نور سے فائدہ اٹھایا اور ایمان میں داخل ہو کر ام المؤمنین کا مقام پایا۔

حضرت بلالؓ، حضرت سمیہؓ، حضرت یاسرؓ اور حضرت عمارؓ نے غلام ہونے کے باوجود حق کی آواز اور حق کی دعوت سے ہی حق کو پسند کیا اور اللہ کی صفت ہادی کے نور سے منور ہو گئے، تکالیف جھیلنے کے باوجود ایمان کو نہیں چھوڑا۔

یہ سب ایمان کی طاقت کے کرشمے تھے، جن میں انسانوں کو اللہ کی صفت الہادی کے نور سے قوت ملی تھی، اور جو انسان ایمان کا انکار کرتے ہیں وہ مردہ، بے جان، بزدل اور لکڑی کے کندوں کی طرح ہوتے ہیں، مجاہدے نہیں کر سکتے، ایمان کی طاقت ہی سے انسان بڑے بڑے مجاہدے کر سکتا ہے اور اپنی جان و مال اللہ کی راہ میں لُٹا سکتا ہے۔

کوئی بھی مخلوق اپنی ذات میں قوی اور طاقتور نہیں ہے

ساری مخلوق اللہ کے سامنے ضعیف' کمزور محتاج اور فقیر ہے، مگر انسان مخلوقات میں قوتِ نفع ونقصان دیکھ کر حقیقی قوت والا انہیں کو سمجھتے ہیں، چنانچہ مشرک انسان اسباب کی پرستش اسی لئے کرتے ہیں کہ وہ اسباب ہی کو طاقت والا جان کر انہیں سے نفع ونقصان کا عقیدہ رکھتے ہیں، حالانکہ القوی اس ذات کو کہتے ہیں جو ہر چیز پر کامل اور مکمل قدرت رکھتا ہو اور اس پر ہر قسم کے تصرف کا اختیار رکھتا ہو، وہ صرف اکیلا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

جس طرح انسان اللہ تعالیٰ کی دوسری صفات کا ادراک نہیں کر سکتا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے قوی اور متین ہونے کا بھی ادراک نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ کی قوت و طاقت کے سامنے کسی بھی مخلوق کی کوئی حیثیت نہیں اور نہ ذرّہ برابر تقابل کیا جا سکتا ہے، دنیا میں جتنی مخلوقات ہیں وہ اللہ ہی کی پیدا کردہ طاقت وقوت کے سہارے اپنا اثر دکھا سکتی ہیں۔

ساری مخلوقات میں اللہ نے کائنات کے انتظامات کے لئے زیادہ طاقت وقوت

فرشتوں کو عطا فرمایا، مگر وہ اپنی طرف سے کسی کی نہ مدد کر سکتے ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں، ایک حدیث میں ملکُ الموت یعنی موت کے فرشتے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں کہ قسم ہے اللہ کی! اگر میں ایک مچھر کی جان بھی اپنے ارادے سے لینا چاہوں تو نہیں لے سکتا، جب تک اللہ ہی کے پاس سے اس کا حکم نہ ہو۔ (تفسیر ابن کثیر: ۱۰۴۵)

حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اتنا بڑا جسم دیا کہ آسمان کے قریب سر اور زمین پر پیر اور مشرق ومغرب تک وسیع چھ سو پَر ہیں، اس کے باوجود حضرت جبرئیلؑ سدرۃ المنتہٰی سے آگے نہیں بڑھ سکے، پروں کے جل جانے کا اظہار کیا، وہ فرشتے جو زمین کے قطوں کو آسمان پر لیجا کر الٹ سکتے ہیں، اور صرف ۱۹ فرشتے جہنم میں پورے جہنمی انسانوں اور جنّات کو سزا دے سکتے ہیں، وہ فرشتے جو پلک جھپکتے میں آسمان سے زمین پر آسکتے ہیں، وہ فرشتہ جس کے پہلی مرتبہ صور پھونکنے پر ساری کائنات تباہ ہوسکتی ہے، جس کی اپنی کوئی ذاتی طاقت وقوت نہیں، بس اللہ کے حکم کے انتظار میں صور لئے تیار کھڑا ہے، تو خدا کے ان فرشتوں کے مالک وخالق اور پروردگار کے قوی اور متین ہونے کا انسان کہاں اندازہ لگا سکتا ہے، اس کی طاقت وقوت کو انسانی دماغ سمجھ ہی نہیں سکتا، اس کے قوی اور متین ہونے کا ادراک ذہن میں لا ہی نہیں سکتا۔

وہ کائنات کا ایسا شہنشاہ اور حاکم ہے کہ کوئی اس کے اقتدار کو چھین نہیں سکتا، اس کے احکام کو نافذ ہونے سے روکنے کی طاقت کسی میں نہیں، اس کی طاقت وقوت میں کبھی کمی اور تھکان نہیں آتی، اس کی کوئی مخلوق اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی، وہ اگر کسی کو سزا دینا چاہے تو کوئی روک نہیں سکتا، دنیا کے انسانی بادشاہوں کی طرح وہ صرف حاکم کائنات ہی نہیں بلکہ حاکم کائنات کے ساتھ ساتھ وہی اکیلا قوی اور متین بھی ہے، اس کو اپنا اقتدار باقی رکھنے یا اپنی حفاظت کروانے یا کسی مخلوق کو پیدا کرنے اور سزا دینے کے لئے نہ فوج چاہئے، نہ پولیس چاہئے اور نہ ہتھیار چاہئے، نہ ہی باڈی گارڈ چاہئے، وہ خود طاقت وقوت کا خزانہ اور منبع ہے، اسی نے ساری مخلوقات کو اپنی قدرت سے ہی طاقت وقوت کا ادنیٰ حصہ عطا فرمایا ہے۔

اس کی طاقت وقوت کا یہ حال ہے کہ وہ جب کوئی چیز بنانا چاہتا ہے تو لفظ ''کن'' کہتا ہے تو اس کے حکم سے وہ چیز بغیر مٹیریل' بغیر اسباب اور اور بغیر نمونہ کے اور بغیر ماہرین کی مدد کے خود بخود تخلیق پا جاتی ہے، وہ جب قیامت قائم کرے گا تو پہاڑوں کو روئی کے گالوں کی طرح ہواؤں اور خلاؤں میں اڑا دے گا، سورج' چاند اور ستاروں کو بے نور کر دے گا اور زمین کو جھٹک کر نئی زمین بنا دے گا، آسمان کی طرح مسطح کر دے گا، اس کے اونچ نیچ، وادیاں اور گھاٹیاں سب ختم کر دے گا، جب وہ فرشتے کو دوسرا صور پھونکنے کا حکم دے گا تو تمام انسان اور جنات کو ایک ساتھ سبزہ اُگانے کی طرح زمین سے جسم اور اعضاء کے ساتھ دوبارہ زندہ کرے گا۔

دنیا کے انسانی بادشاہوں کی اس کے سامنے کوئی حیثیت ہی نہیں!

دنیا کے انسانی بادشاہوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ دوسروں کی تائید اور مدد کے سہارے اقتدار پر بیٹھتے ہیں اور پھر فوج' پولیس' سی آئی ڈی' ہتھیار اور وزراء کی مدد کے بغیر حکومت نہیں کر سکتے، دوسروں کا سہارا اور مدد لیکر اپنے احکام نافذ کرتے ہیں، وہ اقتدار پر ہوتے ہوئے طاقت اور قوت نہیں رکھتے، دوسروں کی طاقت کے مجبور ومحتاج ہوتے ہیں، اور اکثر ان کے وزیر یا فوج کے بڑے افسر اُن کو اقتدار سے بے دخل کر کے قید کر دیتے ہیں، مگر پھر بھی انسانی بادشاہ اور حکمران مختصر وقت کا حاکم ہو کر غرور وتکبر کے تحت اپنے آپ کو سب سے بڑا طاقتور سمجھتا ہے، حالانکہ اس کو اپنے محل میں رات میں سکون کی نیند نہیں آتی، وہ خوف کے ساتھ حکومت کرتا ہے، مگر اللہ کا اقتدار ایسا نہیں ہے، اس کا اقتدار کوئی چھین نہیں سکتا۔

انسانی بادشاہ ملک کی ساری چیزوں کا حاکم نہیں ہوتا

انسان اپنی حاکمیت میں زمین کے جس حصہ پر بھی حاکم بنایا جاتا ہے وہاں اس کو اپنے ملک کی ساری چیزوں پر اقتدار کی قوت حاصل نہیں ہوتی، وہ اپنے ہی ملک سے جُڑے سمندروں پر اور پھر ان سمندروں کے جانوروں پر بھی اقتدار نہیں رکھتا، طوفان آجائے تو سمندروں کا پانی سونامی کے ذریعہ اس کے ملک کے شہروں میں داخل ہو کر تباہی

مچا دیتا ہے، انسانی حکمران اپنے ملک کی ہوا پر اور اس ملک پر آنے والے ابر پر اور سورج و چاند کی روشنی پر، گرمی و سردی پر کوئی اقتدار اور حکومت کی طاقت نہیں رکھتا، اس ملک میں آنے والے پرندوں پر کوئی حکومت کی طاقت نہیں رکھتا، یہاں تک کہ زمین ہلنے لگے تو خود اس کو اپنی اور اپنے اہل وعیال کی جان بچانا پڑتا ہے۔

مگر اللہ کی حکمرانی اور اقتدار کی طاقت وقوت کائنات کے ذرّہ ذرّہ پر ہے، اسی کے حکم سے سورج، چاند، زمین، آسمان، ہوا، پانی، چرند، پرند، درخت و پودے سب اس کے حکم کے آگے سر جھکائے رہتے ہیں، انسان زمین پر ناقص اور کمزور حکومت رکھ کر قوت وطاقت نہ رکھنے کے باوجود اللہ کا باغی بن جاتا ہے اور مختصر اور وقتی مہلت میں اپنے کو طاقتور سمجھتا ہے، حالانکہ اس کا اقتدار عارضی ومختصر ہوتا ہے، اس کے اقتدار سے اترنے کے بعد اپنے ماتحتوں پر نہ اس کا حکم چلتا ہے اور نہ وہ اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں، اس کا سارا دبدبہ اور طاقت سب کچھ ختم ہو جاتی ہے، مگر اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے قوی ہے اور قوی ہی رہے گا۔

اللہ کے سامنے انسانی حکومتوں کی سائنسی ترقی کوئی حیثیت نہیں رکھتی

انسانی حکمران تھوڑی سی وقتی طاقت وقوت ملنے پر وہ انسانوں پر اپنی خدائی چلاتے ہیں اور اپنے احکام زبردستی نافذ کرتے ہیں، حالانکہ بہت ساری عوام اس کے خلاف ہوتی ہے، اس کو ظالم اور بیوقوف کہتی ہے، یہ بڑائی نہیں زبردستی اپنے آپ کو بڑا بنائے رکھنا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کسی انسانی حکومت کو سائنس وٹکنالوجی میں ترقی دے اور وہ اپنی ٹکنالوجی کے علم سے چاند اور ستاروں پر ڈورے ڈالے اور طاقتور قسم کے ہتھیار بنالے اور نئے نئے قسم کے سامانِ زندگی بنائے تو دنیا کے کمزور اور چھوٹے ملکوں کو اپنا مال فروخت کر کے غلام بنالیتے ہیں اور انہیں طاقت وقوت سے ان ملکوں کو قوی ہونے کا احساس دلاتے ہیں، اور اپنا رعب ودبدبہ پیدا کر کے ان ملکوں کو بھی اپنے حکم اور مرضیات پر چلاتے ہیں، اور اپنے ہم عقیدہ ملکوں سے اتحاد پیدا کر کے ان کے سہارے اپنی بڑائی وقوت دنیا پر قائم کرتے ہیں، مگر جب کسی دوسرے ملک میں سائنس ترقی کر جائے تو پھر اس کی طاقت و

بڑائی ختم ہوجاتی ہے، اس لئے کہ اس کے برابر دوسرے ملک بھی اس کو آنکھیں دکھاتے ہیں، اس سے برابری کی ٹکر لیتے ہیں، ایسی بڑائی اور طاقت درحقیقت بڑائی نہیں کہلاتی۔

اللہ تعالیٰ کائنات کا اکیلا شہنشاہ ہے، اس کی حکومت واقتدار کائنات کے ذرّہ ذرّہ پر ہے، وہ اگر کسی ملک کو سائنس وٹکنالوجی میں ترقی دے کر قوت دے رہا ہے تو اس ملک کے ہتھیار اس ملک کے ایٹم بم، ہائیڈروجن بم اور ایٹمی طاقت وقوت اللہ کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے اور نہ اللہ سے بڑھ کر کوئی قوی اور طاقتور بن سکتا ہے، اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو ان کی ایٹمی انرجی وطاقت اور ہتھیاروں کو مٹی اور گارے کی طرح بے جان کرسکتا ہے، اس لئے کہ اس نے ابرہہ کی فوج کے مقابلے ابابیل کی چونچ میں مٹی کی کنکریوں کو بم سے بڑھ کر خطرناک بنادیا تھا، قومِ عاد اور قومِ ثمود کو پہاڑوں سے نکال کر ہواؤں کے طوفان سے پٹخ پٹخ کر ختم کردیا، حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہے کو بغیر آگ اور ہتھوڑے اور دوسرے آلات کے بغیر گوندھے ہوئے آٹے اور بھیگی ہوئی کالی مٹی کی طرح نرم کردیا تھا۔

وہ اس بات کی بھی طاقت وقدرت رکھتا ہے کہ غیر مسلم اپنی حفاظت کے لئے جو بھی جنگی سامان ہتھیار یا ایٹمی بم بنائیں وہ انہی اسباب سے انہیں کو ہلاکت میں مبتلا کردیتا ہے، باطل کے تکبر کرنے والوں کی طاقت وقوت اس کے سامنے سوڈے کے جھاگ یا دودھ کے اُبال اور پانی کے بلبلے کی طرح ہے، اس نے دنیا کی دو بڑی طاقتیں قیصر وکسریٰ کو صحابہؓ کے ذریعہ تباہ کرکے نام ونشان مٹادیا۔

اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ رَا مٹیریل، اللہ کے دئے ہوئے علم اور اللہ ہی کے عطا کردہ دماغ سے، اللہ کی زمین پر رہتے ہوئے مجبور ہوتے ہوئے بول وبراز رُک جائے یا معمولی پھوڑا پھونسی ہوجائے تو خود اپنی مدد آپ نہیں کرسکتے، غرور وتکبر کرکے اپنے کو قوی سمجھنا بیوقوف انسانوں کا کام ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی صفت قوی ومتین کو مختلف مخلوقات سے ظاہر کررہا ہے

جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی مختلف صفات تخلیق، باری، ربوبیت، رحمت، مصور، ہادی،

رزّاق اور علیم وخبیر وغیرہ کو مختلف مخلوقات سے ظاہر کر رہا ہے، اسی طرح وہ اپنی صفت قوی اور متین کی ہلکی سی جھلک مختلف مخلوقات میں دے کر اپنی قوت وطاقت کو سمجھنے کا انسانوں کو موقع دے رہا ہے۔

چنانچہ اللہ نے پانی کو قوی اور متین بنایا، گرم کرو تو بخارات بن کر اپنی طاقت ختم کر دیتا ہے، یا ظاہر نہیں کرتا، پھر بخارات سے ابر بن کر یا برف بن کر اپنی اصلی حالت پر آ جاتا ہے، اس کی فطرت اللہ نے یہ بنائی کہ وہ معمولی کنکر پتھر اور لکڑی کے چھوٹے ٹکڑے کو بھی اپنے اوپر نہیں سنبھالتا ڈبو دیتا ہے، مگر اللہ اسے قوی ہونے کے ناطے جب طاقت دیتا ہے تو وہ اللہ ہی کے حکم سے برف کے بڑے بڑے وزنی ٹکڑوں اور تودوں کو جو ٹھوس وزنی اور سخت ہوتے ہیں اور انسانی دیوہیکل جہازوں کو ہزاروں ٹن سامان کے ساتھ جس میں موٹریں اور ٹرک وغیرہ بھی ہوتے ہیں، پھول کی طرح اپنے اوپر سنبھالتا اور ٹھہراتا ہے، بڑی بڑی وہیل مچھلیاں، وزنی ہاتھی اور گینڈے کو اپنے اوپر تیرنے دیتا ہے، یہ سب اللہ کے قوی ہونے کو ظاہر کرتا ہے کہ اللہ کی دی ہوئی ذرا سی قوت وطاقت اس سے ظاہر ہو رہی ہے۔

یہی حال ہوا کا ہے، اللہ نے اُسے اتنا لطیف بنایا کہ وہ اپنی فطرت کے مطابق کنکر، لکڑی کا چھوٹا تنکا یا لوہے کا ٹکڑا یا مٹی کا ذرّہ تک نہیں سنبھالتی، گرا دیتی ہے، مگر جب اللہ اپنی صفت قوی سے طاقت دے کر حکم دیتا ہے تو انسانوں کے بڑے بڑے ہوائی جہاز کئی مَن سامان کے ساتھ جب اُڑتا ہے تو ہوا ان کو پرندوں کی طرح سنبھالتی ہے اور اُڑاتے ہوئے لے چلتی ہے، بڑے بڑے وزنی راکٹ خلاء میں چلے جاتے ہیں، جبکہ خلاء میں ہوا نہ ہونے کے باوجود اللہ کی صفت قوی سے محفوظ اُڑتے ہیں، ہوا ابر کے ساتھ ساتھ برف کے پہاڑ بھی لئے اُڑتی رہتی ہے، اور ابر کی شکل میں سمندروں کا کئی ٹنوں پانی سنبھالتی ہے، ہوا کا یہ سب عمل اللہ کی صفت قوی کو ظاہر کرتا ہے، اسی کی دی ہوئی طاقت سے وہ اپنی ذمہ داری ادا کرتی رہتی ہے، وہ اتنی لطیف ہے کہ طوفان کے وقت منٹوں میں ہزاروں میل کا فاصلہ طے کر لیتی ہے، جانداروں کی آوازوں کو انسانوں کی گفتگو کو ٹی وی کی تصاویر منٹوں

اور سکنڈوں میں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں پہنچا دیتی ہے، ہوا جب اللہ کے حکم سے طوفانی بن کر چلتی ہے تو شہروں' گاؤں میں تباہی مچا دیتی ہے، ہر روز سمندروں پر سے پانی کو بخارات بنا کر اُڑاتی رہتی ہے، یہ سب اللہ کی صفت قوی کا اظہار ہے۔

اللہ متین ہونے کے ناطے مختلف قسم کی طاقتوں کا مالک ہے

مخلوقات کو پیدا کرنے کی طاقت اکیلے اسی میں ہے، مخلوقات کی پرورش کرنے کی طاقت اکیلے اسی کے پاس ہے، مخلوقات کو علم دینے' ہدایت دینے' رحم کرنے' معاف کرنے' رزق دینے' موت دینے وغیرہ سب طاقتوں کا وہ اکیلا مالک ہے، اس کے علاوہ کسی میں اس جیسی طاقت وقدرت نہیں ہے۔

اس کی طاقت وقوت قوی اور متین ہونے کی ادنیٰ سی مثال آسمان پر بجلی کی کڑک سے ظاہر کرتا ہے، شیر کی چنگھاڑ سے پورے جنگل میں گونج پیدا کرتا ہے، چیونٹی کے سونگھنے اور کاٹنے اور مچھر کے ستانے' بچھو اور سانپ کے زہر میں' ہواؤں کے طوفانی بنا کر چلانے' زمین کو زلزلے دے کر ہلانے میں اپنے قوی ومتین ہونے کا ادنیٰ سا اظہار کرتا ہے۔

اس نے فرشتوں کو تمام مخلوقات سے زیادہ طاقت دے کر' آگ میں جلانے کی طاقت دے کر' زہر سے موت دے کر' غذاؤں' پھلوں' پھولوں اور ترکاریوں میں مختلف قسم کی قوت دے کر' گرمی' سردی اور برسات میں شدت دے کر' انسانوں کے ہتھیاروں وغیرہ میں طاقت دے کر' پٹرول میں جلانے کی قوت دے کر' جانداروں کے جسمانی اعضاء میں مختلف الگ الگ کام کرنے کی طاقت دے کر' جانوروں میں مختلف کام کرنے کی طاقت دے کر اپنی صفات قوی اور متین ہونے کی ذراسی جھلک دکھا رہا ہے۔

شِکرے کو آسمان پر اُڑتے ہوئے زمین پر اپنا شکار تلاش کرنے کی نظر دے کر اور رات کے نکلنے والے پرندوں کو اندھیروں میں دیکھنے کی طاقت دے کر، ابرہہ کی فوج کو ابابیل کے ذریعہ ہلاک کر کے اور قارون کو خزانوں کے ساتھ زمین میں دفن کر کے اپنی قوت کا ہلکا سا اظہار کیا۔

اس نے متین ہونے کے ناطے نہ صرف غذاؤں اور پھلوں میں الگ الگ طاقت رکھی، بلکہ درختوں اور سبزیوں کے پتوں، ڈالیوں اور بیجوں میں الگ الگ طاقت رکھی، کسی درخت کی لکڑی کو خوشبو کی طاقت دے کر صندل کی لکڑی بنا دیا، کسی کو شکر نکالنے کی طاقت دے کر شوگر کین یعنی گنّا بنا دیا، جانوروں اور ان کے گوشت، انڈوں اور دودھ میں الگ الگ طاقت وقوت رکھا، معمولی مچھر اور مکھیوں سے ہیضہ اور ملیریا پھیلا کر چوہوں سے طاعون پھیلا کر اور کرونا کے جراثیم سے ہزاروں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار کر اپنے قوی اور متین ہونے کو ظاہر کرتا ہے، بیشک اللہ جیسی قوت والا کوئی دوسرا نہیں، اس نے شہد، پٹرول، پھولوں کے رس اور بیجوں کے تیل میں الگ الگ طاقت رکھی ہے، یہ سب اللہ کی صفت قوی اور متین کا کمال ہے، وہ جس میں جو قوت پیدا کرنا چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے، اس کی طاقت اور قوت کے سامنے کسی کی کچھ نہیں چل سکتی۔

اس نے سات آسمانوں کو انتہائی بلندی اور بہت فاصلوں پر بنایا، جس میں انسانوں سے زیادہ فرشتوں کو آباد کیا اور لاکھوں ستاروں، سیاروں، سورج اور چاند بنائے، جس میں یہ زمین بھی شامل ہے، اس کی قوت وطاقت کے سامنے یہ کائنات ایک انگوٹھی کی مانند ہے، اس نے ان تمام سیاروں کو بغیر کسی پلر اور سہارے کے قوتِ کشش پر قائم کیا، وہ اسی کے حکم سے ایک دوسرے کے درمیان مقاطیس جیسی کشش رکھتے ہوئے گردش کر رہے ہیں، اللہ اپنی طاقت وقوت سے ان کو کبھی ٹکرانے نہیں دیتا، اور اللہ اپنی طاقت وقوت سے سورج کو کم زیادہ کر کے ظاہر کر رہا ہے کہ اس کی ایک ادنیٰ مخلوق سورج کی روشنی اور گرمی میں جب یہ طاقت رکھی ہے کہ اس کے ذرا سے زمین سے قریب آجانے پر زمین کے سارے جاندار مر جائیں، نباتات جل جائیں اور دور ہونے پر سب سرد پڑ کر برف ہی برف ہو جائیں، اللہ ایسا قوی اور طاقتور ہے کہ سارے سیاروں میں زمین ایک چھوٹا سا سیارہ ہے، مگر بے انتہاء وزنی پہاڑوں کو اور سات سمندروں کو اور سات براعظموں کو جنگلات، ریگستانوں، جانوروں، نباتات اور انسانوں کے مکانات کا بے انتہاء وزن لے کر معلق دوسرے سیاروں کے ساتھ

اللہ ہی کی قوتِ کشش سے گردش کررہی ہے۔

پہاڑوں کا یہ حال ہے کہ اوپر جتنا نظر آتا ہے اس کا پانچ گنا زمین کے اندر رکھا، اتنے طاقتور اور بڑے بڑے پہاڑ کوئی ایٹمی طاقت رکھنے والی انسانی حکومت کسی مشین سے لاکر کھڑا نہیں کرسکتی، وہ قوی اور متین ہونے سے پہاڑوں کو زمین میں گاڑھ دیا، اور اس ایٹمی طاقت والی حکومت میں ہوا کا طوفان، پانی کا طوفان، برف باری یا جنگلات میں آگ لگنے کا عذاب آجائے تو طاقتور سے طاقتور انسانی حکومت اس پر قابو نہیں پاسکتی، ان کی ایٹمی طاقت کچھ کام نہیں آتی، یہ سب چیزیں اور حالات اللہ کے قوی اور متین ہونے کو ظاہر کرتے ہیں، مگر ان پر غور وفکر وہی کرسکتے ہیں جو عقل کا صحیح استعمال کریں۔

دنیا میں سات براعظم ہیں اور ہر براعظم میں کئی کئی مما لک ہیں، ایک ملک جو کئی شہروں پر مشتمل ہوتا ہے اس ملک کی زمین تقریباً ایک ساتھ جڑی ہوئی ہوتی ہے، درمیان میں الگ الگ ٹکڑے نہیں ہوتے، مگر اللہ تعالیٰ کے قوی ہونے کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ وہ جب کسی بھی ملک کے کسی بھی زمین کے حصے کو کہیں سے زلزلہ لاکر ہلانا چاہے یا تباہ کرنا چاہے تو گاؤں کے گاؤں زمین میں دھنس جاتے ہیں یا تباہ ہوجاتے ہیں، انسانی حکومتیں اور طاقتیں اللہ کی طاقت وقوت کے سامنے بے بس ہوتی ہیں، نہ زلزلے کو روک سکتی ہیں نہ زمین کو ہلنے سے بچاسکتی ہیں۔

اگر اللہ تعالیٰ زمین پر ندی، دریا اور سمندر نہ بناتا تو کوئی انسانی حکومت یہ کام نہیں کرسکتی تھی، وہ صرف کینال بنانے میں کروڑہا روپیہ صرف کرتی ہے، پھر بھی ان کے کنال ناکام رہتے ہیں، سورج جو زمین سے ۹/لاکھ گنا بڑا ہے، وہ بھی معلق رہ کر گردش کررہا ہے، ہر روز اللہ سے اجازت لے کر مغرب سے مشرق کی طرف طلوع ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ چاند کو ٹھنڈی اور ہلکی روشنی والا بنایا اور چاند کی گردش میں یہ طاقت عطا فرمائی کہ وہ سمندر کے پانی کو مدّ وجزر کے ذریعہ چڑھاتا اور اتارتا ہے، اور سمندر کی لہریں بغیر کسی مشین کے انتہائی خوفناک آوازوں سے چلتی رہتی ہیں جس سے سمندر کا پانی سڑھنے

نہیں پاتا، لہروں کی قوت بھی اللہ کی صفت قوی کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ اگر چاہے تو ان لہروں کو سونامی کے ذریعہ زمین پر لادے اور شہروں میں میلوں اندر تک داخل کردے۔

اللہ نے انسانوں اور تمام جانداروں کو دماغ عطا فرمایا، پھر ان کے دماغ کی طاقت اور صلاحیت الگ الگ انداز کی رکھی، انسانوں میں بھی ہر انسان کے دماغ کو اللہ نے الگ الگ سوچنے سمجھنے کی طاقت عطا کی، جس کی وجہ سے انسان مختلف چیزوں پر ریسرچ کر کے الگ الگ چیزیں دریافت کرتا ہے، اسی دماغ کی عطا کردہ طاقت سے سائنس وٹکنالوجی میں ترقی کر رہا ہے، پوری کائنات کی مخلوقات میں اللہ نے انسان کے دماغ کو بہت طاقتور بنایا، اور سب سے زیادہ قیمتی بنایا، اس کے سوچنے سمجھنے کی طاقت تمام مخلوقات سے زیادہ دی جس کی وجہ سے زمین' آسمان' سورج' چاند' ستارے وسیارے' ہوا' پانی' نباتات' حیوانات' جمادات' معدنیات' انسان اور جنات سب کا علم حاصل کرتا ہے، دنیا اور آخرت کا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا بھی علم حاصل کرسکتا ہے، کائنات کے ستاروں اور سیاروں کی روشنی کی لہریں ایک دوسرے پر ایک سکنڈ میں تین کروڑ میٹر کا فیصلہ طے کرتی ہیں، مگر انسانی دماغ ان سے کہیں زیادہ رول ادا کرتا ہے، اسی دماغ کی قوت سے انسان ہر زمانے میں اپنی سائنس وٹکنالوجی کی ترقی کر رہا ہے، اور نئے نئے سامان زندگی تیار کر رہا ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ کے قوی ہونے کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ جس چیز میں جیسی طاقت دینا ہے عطا کرتا ہے۔

دنیا میں اس نے دو طرح کا علم نازل کیا، ایک مادّی دوسرا روحانی، مادّی علم سے دنیا کی چیزوں کے استعمال کرنے کی تعلیم دیتا ہے اور روحانی علم وحی سے انسانوں کی روحانی تربیت کرتا ہے، اس روحانی طاقت وقوت ہی کو انسان ایمان کے ذریعہ حاصل کر کے دنیا کی زندگی میں ایمان کی طاقت سے اللہ کی عبدیت وبندگی کرتا ہے' جان ومال اللہ کے لئے قربان کرتا ہے، اس نے انسانوں کو وحی کے علم سے فائدہ اٹھانے اور اپنے اندر شعوری زندگی پیدا کرنے کے لئے دماغ کو استعمال کر کے غور وفکر کی تعلیم دی ہے، غور و فکر انسانی دماغ کی زبردست طاقت وقوت ہے، اسی سے وہ باریک سے باریک باتوں کو

سمجھ سکتا ہے، اگر غور وفکر نہ کرے تو اس میں اور جانور میں فرق باقی نہیں رہ جاتا۔

وہ ایسا قوی ہے کہ اگر وہ چاہے تو سورج اور چاند کو عین چمکنے کے وقت بے نور کردے، ابر کے سامنے مدھم کردے، وہ اگر چاہے تو زلزلوں سے شہروں کو برباد کردے، وہ اگر چاہے تو ٹڈی اس سے کھیت اُجاڑ دے، وہ اگر چاہے تو پھلوں میں کیڑے پیدا کر کے برباد کردے، وہ اگر چاہے تو پانی نہ برسا کر قحط لادے، وہ اگر چاہے تو صحت کو بیماری میں بدل دے، وہ اگر چاہے تو بادشاہ کو فقیر اور دولت مند کو بھکاری دے، وہ اگر چاہے تو سمندر کے پانی کو اسرائیل کے لئے سڑک دے، وہ اگر چاہے تو حضرت یونس کو مچھلی کے پیٹ میں رکھ کر زندہ رکھے، وہ اگر چاہے تو کم تعداد کو بڑی تعداد پر فتح دیدے، وہ اگر چاہے تو ایٹمی طاقت کے مقا معمولی ہتھیاروں سے شکست دیدے، وہ اگر چاہے تو حاکموں اور بادشاہوں کے دلوں کو سخت کردے یا نرم کردے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت سراقہ بن جعشم کے گھوڑے کے پیروں کو ریت میں دھنسا دیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی کے فوّارے نکالے، وہ ہر قسم کی طاقت رکھتا ہے، بے انتہاء قوی اور متین ہے، اس کی قوت وطاقت کے سامنے مخلوقات مچھر، مکھی جیسی طاقت نہیں رکھتے، صرف بول وبراز بند کردے تو موت کے حوالے ہوجاتے ہیں۔

اللہ کی طاقت کے بغیر نہ نیکی کرسکتے ہیں اور نہ گناہ سے بچ سکتے ہیں

انسان اگر نیکی کرنا چاہے اور گناہ سے بچنا چاہے تو اللہ تعالیٰ ہی کی طاقت و مدد کے ⑧ ہی وہ نیکی کرسکتا ہے اور برائی سے بچ سکتا ہے، اللہ نے ایمان والوں کو زندگی کے ہر کام میں اپنے سے مدد مانگنے کے لئے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کے کلمات سکھائے، حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے، ان الفاظ سے دعاء و مدد مانگنے کی تعلیم دی ہے، غیر مسلم ایمان سے دور رہنے کے وجہ سے اسباب ہی سے اپنی کامیابی و ناکامی کا عقیدہ رکھتا ہے، مؤمن اس دعاء کے ذریعہ اسباب اختیار کرتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ کا محتاج اور فقیر تصور کرتا ہے اور اللہ کی مدد کے بغیر تقوی نہ

ملنے کا احساس رکھتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ مؤمن کے ان کلمات کے ذریعہ اقرار اور مدد مانگنے پر نیکی کرنے کی طاقت' اور گناہوں سے نفرت اور دور رہنے کی طاقت وتوفیق عطا کرتا ہے۔

انسان کی روحانی زندگی کا پورا دار و مدار اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکی کرنے کی قوت ملنے پر ہے، شر اور برائی اللہ کی دی ہوئی قوت کے بغیر دور نہیں ہوسکتی، اس لئے مؤمن کثرت سے بار بار ان کلمات کا ورد زبان سے کرتا ہے۔

لوگ اللہ سے مدد مانگنے کے بجائے بزرگوں کی توجہ اور نظر کے منتظر رہتے ہیں

لوگ تقویٰ کی قوت پیدا کرنے کے لئے اللہ سے ان کلمات کے ذریعہ مدد تو نہیں مانگتے اور اپنے پیر و مرشد کے مرید بن کر بس ان کی نظر اور توجہ کے ذریعہ نیک بن جانے کا تصور رکھتے ہیں، مگر زندگی کے ہر شعبے میں اللہ کی نافرمانی کرتے اور رسول اللہ ﷺ سے زبانی محبت کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں، اور بداعمالیوں میں مبتلا رہ کر کہتے ہیں کہ ہم حضورؐ کے صدقے اور پیر و مرشد کے طفیل سے بخشے جائیں گے، حالانکہ حضورؐ نے خاص طور پر اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ اور پھوپھی حضرت صفیہؓ اور دیگر خاندان والوں کے نام لیکر یہ تعلیم دی کہ تم میرے بھروسے پر اللہ کی نافرمانی مت کرو، ورنہ میں آخرت میں تمہاری مدد نہیں کرسکتا، اور یہ کلمات بھی بتلا رہے ہیں کہ اللہ کی طاقت وتوفیق ہی سے نیکی وتقویٰ اور پرہیزگاری آسکتی ہے، اور گناہوں سے بچا جاسکتا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے پتہ نہیں کتنی بار چچا ابوطالب پر ایمان لانے کے لئے نظر اور توجہ ڈالی ہوگی، مگر ان کو ہدایت نہیں ملی، اس لئے مریدوں کو چاہئے کہ وہ پہلے نیکی کا ارادہ کرلیں اور گناہوں کو چھوڑنے کا پختہ ارادہ کرکے اللہ تعالیٰ سے یہ دعاء مانگتے رہیں انشاء اللہ انہیں توفیق الٰہی سے نیکی سے محبت اور گناہوں سے نفرت ہوجائے گی اور وہ اللہ کی طاقت ملنے پر تقویٰ والی زندگی گذار سکیں گے۔

غم اور پریشانی کے وقت ۴۰ رمرتبہ اس کلمہ کو پڑھیں انشاء اللہ نجات ملے گی۔

اللہ قوی ہے' اس ■ مخلوقات کے ■ ضابطہ اور قانون بھی قوی بنایا

اللہ نے اپنے بندوں کی زندگی گذارنے کا ضابطہ وقانون بھی زبردست قوی اور مثالی

بنایا، انسانی حکومتوں کے ماہرینِ قانون انسانوں کے لئے ایسا قانون بناتے ہیں جو ناکارہ، کمزور، ناقص، تکلیف دہ اور فطرت انسانی کے خلاف ہوتا ہے، جس کو کئی مرتبہ ترمیم کرنا پڑتا ہے، مگر اللہ خود ہی علم کا منبع وخزانہ ہے، اس نے انسان اور جنات کے لئے قیامت تک زندگی گذارنے کا بڑا زبردست قوی، مضبوط اور مثالی قانون اور ضابطۂ حیات قرآن مجید کی شکل میں عطا فرمایا، جو انسان کی فطرت کے عین مطابق ہے، جس میں کسی قسم کا نقص کمزوری نہیں اور نہ تبدیلی کی ضرورت ہے، جس کی نظیر قیامت تک کوئی انسان نہیں لاسکتا۔

یہ اتنی طاقتور اور قوی کتاب ہے جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی دوسری کتاب، کوئی دوسرا علم اور دنیا کا کوئی ماہرِ قانون و ماہر علم نہیں کرسکتا، اس کا ہر ضابطہ وقانون اتنا قوی مضبوط اور مکمل ہے کہ آج تک اس میں کوئی بھی اس کے قانون میں نقص نہیں نکال سکا، اس کا ہر حکم اور ہر ضابطہ اتنا مضبوط اور پختہ ہے کہ انسان اس پر اپنی فطرت کی آواز جان کر خوشی خوشی عمل کرسکتا ہے اور یہ ضابطہ وقانون اتنا قوی ہے کہ انسان اس پر عمل کرکے دنیا میں محفوظ رہ سکتا ہے، عزت حاصل کرسکتا ہے، معاشرے کو گناہ اور جرائم سے پاک رکھ سکتا ہے اور دنیا کے دوسرے انسانوں میں ممتاز واعلیٰ کردار والا بن سکتا ہے۔

اس عظیم وقوی کتاب کی تعلیم اور رہنمائی وہدایت دینے کے لئے اللہ نے آخری پیغمبر کی حیثیت سے حضرت محمد ﷺ کا انتخاب کیا اور ان کو اتنا قوی اور مضبوط ومثالی پیغمبر بنایا کہ باوجود وہ دنیا کے اعتبار سے اُمّی ہونے کے ان کی طرح اب قیامت تک کوئی دوسرا انسان دنیا میں نہیں آسکتا، ان کی زندگی انسانوں کے لئے ہر شعبہ میں قرآن کی چلتی پھرتی مثال ونمونہ بنی ہوئی ہے اور قیامت تک بنی رہے گی، ان کے ہر عمل میں اللہ کی ایسی زبردست، مکمل، مضبوط عبدیت ہے، جس کی وجہ سے ان سے بہتر عبدیت وبندگی کی مثال کوئی دوسرا نہیں سمجھا سکتا، آج تک ان پر یا ان کی لائی ہوئی کتاب پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکا، اور ساڑھے چودہ سو سال سے بڑے بڑے ماہرینِ علم مشرک اور کافر بھی متاثر ہوتے چلے جارہے ہیں، اور انہی کی اتباع اور نقل میں زندگی گذارنے پر مجبور ہیں، اسی میں اپنی کامیابی تصور کرتے ہیں۔

اللہ نے ہر زمانہ میں کسی کمزور و ناتواں انسان کو پیغمبر نہیں بنایا بلکہ اپنی طاقت وقوت ہر پیغمبر کے ساتھ رکھی اور پورے انسانوں میں اکیلے کھڑا کر کے ان کو انسانوں کے سدھار کا ذریعہ بنایا، اسی طرح اللہ نے حضرت محمد ﷺ کو بھی پورے معاشرے میں تن تنہا کھڑا کر کے ان کی زندگی میں ہزاروں صحابہؓ کو تیار کیا اور پوری دنیا میں تقریباً ساڑھے چودہ سو سال سے کروڑہا انسان ان سے اور ان کی لائی ہوئی تعلیمات سے تربیت پا رہے ہیں، یہ اللہ کے اپنی قدرت میں قوی ہونے کا بھرپور اظہار ہے، ہر زمانہ میں دنیا کے مشرک اور نافرمان انسان اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے تھے، مگر اللہ نے اپنے ایمان والے بندوں کی تعداد کم ہونے کے باوجود ایمان میں مضبوط اور قوی بنا کر ایمان کا نور عطا فرمایا اور ان سے مسلسل اپنے بھیجے ہوئے نور کی حفاظت فرما رہا ہے، بیشک اللہ کی طاقت اور منصوبے کے سامنے کسی کا زور نہیں چل سکتا۔

پچھلے زمانوں میں جو بھی کتابیں نازل ہوئیں اللہ نے ان کی حفاظت کی ذمہ داری نہیں لی تھی، جس کی وجہ سے پیغمبروں کے چلے جانے کے بعد ان کی قوم کے لوگ ان ہدایات اور قانونِ زندگی میں تحریف کرتے چلے گئے اور بگاڑ پیدا کر دیا، اور وہ قانون زندگی ساری دنیا کے لئے اور قیامت تک کے لئے بھی نہیں نازل کیا گیا تھا، مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری پیغمبر بنا کر اور قرآن مجید کو قیامت تک ہدایت و رہنمائی کے لئے نازل کیا ہے اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود لے لی، اس لئے آج تک اس کے زبر، زیر تک کوئی تبدیل نہیں کر سکا، اور رسول اللہ ﷺ دنیا میں موجود نہ ہونے کے باوجود ان کے ہر عمل کو محفوظ کر دیا، یہ اللہ کے صفات قوی اور حفیظ ہونے کو ظاہر کر رہا ہے۔

وحی الٰہی قرآن مجید اور حدیث رسول ﷺ کی تعلیمات اتنی زندہ، مضبوط اور قوی علم والی ہیں کہ ان کو انسان بار بار پڑھنے کے باوجود بیزار نہیں ہوتا اور نہ لاپرواہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ذریعہ عقیدۂ ایمان، عبادتِ الٰہی، معاشرتی زندگی، معاملات والی زندگی، اخلاقیات والی زندگی، حقوق کی تعلیمات و ہدایات اتنی قوی اور مضبوط و مثالی دی ہیں

کہ ان سے بہتر زندگی کا ضابطہ اور قانون کسی دوسرے مذہب میں نہیں، اور نہ وہ بنا سکتے ہیں، مثلاً توحید اور خالص ایمان کی تعلیم دنیا کا کوئی دوسرا مذہب نہیں سکھا سکتا، اسلامی عبادات سے بہتر عبادات کی تعلیم کوئی دوسرے مذہب والے نہیں دے سکتے ل ص عین فطرت کے مطابق دیگر مذاہب والے نہیں دے سکتے، سزا اور تعزیرات کا جو قانون اسلام نے دیا ہے اس سے بہتر قانون کوئی دوسرا مذہب نہیں بنا سکتا، حرام وحلال کے لئے جو چیزیں بتلائی گئی ہیں دوسرے مذاہب ان کی نظیر نہیں لاسکتے، پاکی وناپاکی رت ونظافت کے جو طریقے اسلام دے رہا ہے دوسرے مذاہب ان سے بہتر طریقے نہیں سمجھا سکتے۔

صرف اسلام کے پردے کے نظام پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ پردے کے ذریعہ اسلام نے عورت کی عصمت وعفت اور معاشرے کی حفاظت کا کتنا زبردست نظام دیا ہے' پردے میں نسوانیت' نورانیت اور حیاء وشرم کو کیسے زندہ رکھنے کا انتظام ہے' اس سے بہتر پردے کا نظام کوئی دوسرا مذہب نہیں دے سکتا، جانوروں کو ذبح کرنے میں انسان کو جراثیم سے پاک اور صحتمند گوشت حاصل کرنے کا جو طریقہ اسلام نے ر ہے اس سے بہتر طریقہ دوسرے مذاہب والے نہیں دے سکتے۔

اللہ تعالیٰ کیسے قوی ہیں؟ ذرا سوچئے! اس نے جو کتاب نازل کی ہے وہ قوی' اس کے الفاظ نورانی اور قوی ہیں' ان الفاظ کے معنٰی قوی' ان کے پڑھنے میں نورانیت اور قوت' سننے میں سرور ولذت اور کشش، ان الفاظ میں وہ زبردست قوت وتاثیر' جس سے غیر مسلم بھی متاثر ہوتے ہیں، انسانوں کی کوئی موسیقی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی، ان آیات پر عمل کرنے سے انسان قوی اور مضبوط' مثالی سیرت والا بن جاتا ہے، ان آیات کو سمجھنے سے انسان کو زندگی میں گمراہی سے ہدایت ملتی ہے، یہ سب ظاہر کرتا ہے کہ کائنات کا مالک اور پروردگار اپنی قدرت میں قوی اور طاقتور ہے، جس طرح اس نے مخلوقات میں قوت وطاقت ظاہر کی' اپنی کتاب اور اپنے احکام اور کتاب کے مطابق اطاعت وبندگی میں بھی قوت وطاقت کا ر۔

حدیث قدسی میں اللہ کا ارشاد ہے جس کا مفہوم ہے کہ جب انسانوں پر ظالم حکمران

مسلط ہوتے ہیں اور انسانوں کو تکلیف و مصیبت دیتے ہیں تو تم ان کو برا مت کہو اس لئے کہ ان کے دل میرے قبضہ میں ہیں، میں چاہوں تو ان کو تم پر نرم کردوں چاہوں تو سخت کردوں اس لئے ان سے رجوع ہونے کے بجائے مجھ سے رجوع ہو۔

اللہ نے فرعون کو ایک خواب دکھایا، اس کی تعبیر دی گئی کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوکر تیری حکومت ختم کردے گا، وہ اس بچے سے بچنے کے لئے بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کرتا رہا مگر ناکام رہا، یہ اللہ کے قوی ہونے کا اظہار ہے کہ پہلے خواب دکھایا پھر ناکام کیا، پھر یہ بھی غور کیجئے کہ اللہ نے اپنی قدرت میں قوی ہونے کو ظاہر کرتے ہوئے حضرت موسیٰؑ کی اسی کے محل میں اسی کی سرپرستی میں پرورش کی، اور انسانوں کو تعلیم دی کہ اللہ اپنے منصوبہ میں کمزور اور محتاج نہیں، کوئی اس کی مشیت کے بغیر کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

مدینہ منورہ کو ہجرت کرنے کے بعد صحابہؓ، رسول اللہ ﷺ کے اطراف حفاظت کے لئے پہرا دیتے تھے، اللہ نے وحی نازل کی کہ **واللہ یعصمک من الناس**. (مائدہ:٦٧) اللہ لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائے گا، اس پر آپؐ نے صحابہؓ کو پہرا دینے سے منع کردیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو روحیں نکالنے کی ایسی طاقت دی کہ وہ ایک ہی وقت میں ایک دن میں ساری دنیا کے مختلف ملکوں کے بہت سے انسانوں کی روح قبض کرتے ہیں، جس طرح انسان ایک ہی وقت میں ایک پلیٹ کے مختلف دانوں کو دبا کر مسل دیتا ہے۔ اس لئے اللہ کے قوی ہونے کو انسان نہیں سمجھ سکتا۔

اللہ نے دنیا میں جتنی چیزیں لطیف اور ہلکی بنائیں ان کو بے انتہاء طاقتور بھی رکھا، جیسے فرشتے، ہوا، پانی، روشنی، گرمی، سردی، روح، آگ، وغیرہ اور جب ہوا طوفانی چلتی ہے شہروں کو برباد کردیتی ہے، گرمی زیادہ ہوتی ہے تو جاندار برداشت نہیں کرسکتے، پانی طوفان بن کر طغیانی اور سونامی بن کر تباہی لاتا ہے، آواز زیادہ ہوجائے تو جاندار بہری ہوجاتے ہیں، بجلی کڑکے تو کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا، جب مخلوقات کا یہ حال ہے تو مخلوقات کے خالق کا کیا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

اَلحَکِیۡمُ

پوری سوجھ بوجھ اور حکمت سے کام کرنے والا

إِنَّ رَبَّکَ حَکِیۡمٌ عَلِیۡمٌ ۝ (انعام:۸۳)

تمہارا رب خوب حکیم اور خوب جا▤ والا ہے

☆ اللہ تعالیٰ علیم بھی ہے، حکیم بھی ہے، علم کا حکمت کے ساتھ بہت ہی گہرا تعلق ہے، کیونکہ ہر اقدام، ہر کام اور ہر حکم علم کے ساتھ ساتھ سوجھ بوجھ کے ساتھ کرنا بھی بڑا کمال ہے، اللہ تعالیٰ حکیم اور دانا ❺ ۔

دنیا میں انسانی حکومتیں اپنی حکومت چلانے کے لئے مختلف■ کے قانون بناتی ❺، مختلف احکام نافذ کرتی ❺، جس میں ہزاروں خامیاں، غلطیاں، خرابیاں اور ظلم ہوتا ہے، اس سے کچھ لوگوں کو فائدہ اور کچھ لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے، بہت سے قانون تو عوام کے لئے تکلیف دہ اور ظلم پر مبنی ہوتے ❺، عوام کو احتجاجی مظاہرے کرنے پڑتے ❺، حکومت خود صحیح طریقہ سے اس پر عمل نہیں کرسکتی، اس میں تر➔ کرنا پڑتا ہے یا اس قانون کے تحت مختلف مزید وضاحتیں جاری کرنی پڑتی ❺، انسانی حکومتوں کے قانون واحکام حکمت و دانائی سے خالی ہوتے ❺، بہت سے قانون ایسے بھی ہوتے ❺ جس سے عوام اس کا بدل نکال کر حکومت کو مجبور کرد➘ ہے یا ان کا استعمال غلط ہوجاتا ہے، مثلاً شادی بیاہ کے تعلق سے حکومت نے ڈوری کیس کا قانون بنایا، اس کی وجہ سے بہت سے لوگ جھوٹے مقدمہ ڈال کر عدالتوں میں ہزاروں مقدمے ڈال دئے ❺، یا لڑکی والے اس قانون کا غلط فائدہ اٹھا کر لڑکے والوں کو تکلیف دینا چا❄ ❺ یا لڑکے کو طلاق دینے سے محروم رکھ کر لڑکی کی زندگی بچانے کے لئے قانون بنایا گیا تو خود لڑکی کی زندگی تباہ و

برباد ہو کر وہ زنا کا شکار ہو جاتی ہے یا دو شادیاں نہ کرنے کے قانون سے معاشرہ میں زنا اور برائی بھی عام ہو جاتی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کائنات میں اپنی حکومت اور بادشاہت ناقص اور تکلیف دینے والے قانون واحکام نافذ کر کے نہیں کر رہا ہے، اس نے قرآن مجید کے ذریعہ جو احکام اور قانون نازل کیا ہے وہ حکمت و دانائی کا مجموعہ ہے، اس کے ہر حکم اور قانون میں سلامتی اور عافیت ہے، نہ اس کے کسی قانون میں نقص ہے اور نہ خرابی اور نہ ہی اس کو کبھی بدلنے کی ضرورت ہے، وہ صاحبِ اختیار ہونے کے ساتھ ساتھ حکمت والا بھی ہے۔ (البقرۃ:۲۲۰)

☆ اللہ تعالیٰ چونکہ خود حکیم ہے، اس نے قرآن مجید میں پیغمبر کے تعلق سے یہ فرمایا کہ اس کے پیغمبر انسانوں کو جو تعلیم دیتے ہیں وہ حکمت کے ساتھ دیتے ہیں، وہ اپنے بندوں کو تعلیم کے ساتھ ساتھ حکمت بھی سکھانا چاہتا ہے، وہ قطعی یہ نہیں چاہتا کہ انسان علم کو بغیر حکمت کے کام میں لائے وہ انسانوں کی بیوقوفی، بدعقلی، جہالت، عجلت اور بے صبری کو ختم کر کے ان کو حکمت و دانائی اختیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے، وہ ایسے عالموں کو پسند نہیں کرتا جو حکمت سے محروم ہوں اور صرف علم کو پیش کر کے اصلاح کرنا چاہتے ہوں، حکمت علم کا سب سے بڑا خزانہ ہے اور دانائی کا بہت بڑا ثبوت ہے، جب انسان کو وحی کا علم ملتا ہے اور دنیا کی شان وشوکت، روپیہ پیسہ اور مزے نہیں ملتے تو وہ اسی حکمت و دانائی کی وجہ سے بھوکا رہ کر بھی پورے اطمینان اور سکون میں رہتا ہے، اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اللہ کی اس تقسیم پر راضی اور خوش ہیں کہ اس نے ہمیں علم دیا اور جاہلوں کو مال و دولت، حکیم کہتے ہی اُس کو ہیں جو علم کے ساتھ ساتھ گہری سوجھ بوجھ اور گہری نظر بھی رکھتا ہو، اللہ کی حکومت اس کائنات میں اندھیر نگری چوپٹ راج کی طرح نہیں ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی شان تخلیق اور شانِ ربوبیت دیکھو کہ اس نے کائنات میں جو جو چیزیں بنائیں اس میں اس کی بھرپور حکمت و دانائی نظر آتی ہے، اس نے کوئی چیز بیکار اور عبث نہیں بنائی اور نہ پیدا کیا، اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی ربوبیت کے لئے پانی پیدا فرمایا، اس کو اپنی

حکمت ودانائی سے دوطرح کا بنایا، ایک میٹھا پانی بنایا، دوسرا کھارا پانی بنایا، پھر اللہ نے اپنی حکمت سے پانی کو برف بننے کی صلاحیت بھی دی، وہ اپنی حکمت سے پانی کو سڑنے سے بچانے کے لئے اس میں دس فیصد نمک پیدا کیا، ورنہ دنیا کی کوئی حکومت سمندر کے پانی میں نمک ملانے اور صاف کرنے کی حیثیت ہی نہیں رکھتی اور نہ پانی کو سڑنے سے بچاسکتی اور نہ پانی کو محفوظ کرنے سمندر جیسی بڑی جگہ فراہم کرسکتی، پھر اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے اس نمک کو علاحدہ کرنے کے لئے ایک خاص نظام بنایا اور ہواؤں کے ذریعہ پانی کو بخارات بنا کر نمک کو علاحدہ کردیتا ہے اور پانی کو میٹھا بنا کر برف کی شکل میں پہاڑوں اور سرد علاقوں میں محفوظ رکھتا ہے۔

☆ چنانچہ اللہ نے زمین کو بیضوی شکل کی بنا کر اس میں کئی حکمتیں رکھی ہیں، اس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ قطبِ شمالی اور قطبِ جنوبی میں سورج کی شعاعیں بہت کمزور حالت میں جاتیں، جس کی وجہ سے برف پگھلنے نہیں پاتا اور میٹھا پانی برف کی شکل میں محفوظ رہتا ہے، اگر آسمان سے برسنے والا پانی کھارا ہوتا تو پیداوار پوری طرح سے تباہ اور بدمزا ہوجاتی، جانداروں کو غذاؤں میں لذت بھی نہیں ملتی، یہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا نظام حکمت و دانائی کے ساتھ چل رہا ہے، جو انسانی حکومت اس طرح کا نظام نہیں بناسکتی۔

☆ اللہ تعالیٰ نے پانی کے برسنے میں بھی بڑی حکمت رکھی، وہ قطروں کی شکل میں برستا ہے جس کی وجہ سے مختلف مخلوقات کو نقصان نہیں ہوتا، ان کے گھر اور گھونسلے برباد نہیں ہوتے، اگر آبشار کے دہانے کی شکل میں گرتا تو بستیاں کھیت اور باغات، مکانات، اور دُکانات، گھونسلے اور درخت سب تباہ ہوجاتے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی ربوبیت کے لئے زمین بنائی، زمین کو اپنی حکمت سے مختلف انداز کا بنایا، پھر ہر جگہ کی زمین کے لحاظ سے وہاں سے مختلف اقسام کی غذائیں پیدا کرتا ہے، پھر اللہ نے اپنی حکمت سے زمین پر انسانوں کو محلے، گاؤں اور شہر بسانے کی صلاحیت دی، یہ صلاحیت جانوروں کو نہیں دی، دنیا میں کسی جانور کا کوئی محلّہ، بستی، گاؤں

اور شہر نہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے زمین کے مختلف حصوں کی شناخت اور پہچان آسان کرنے کے لئے انسانوں کو اس حصہ کے نام رکھنے کی صلاحیت عطا فرمائی اور شناخت اور پہچان کے لئے زمین کی مختلف جگہ مختلف شکل وصورت بنا کر پہچان آسان کرادی، اس کے برعکس آسمان زمین کی طرح نہیں، ہر جگہ کا آسمان ایک ہی شکل وصورت کا نظر آتا ہے، کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ فلاں ملک کا آسمان ہے، یہ فلاں ملک کا آسمان، چنانچہ پوری دنیا کے اندر زمین کے ایک ایک حصہ کا نام ہے جہاں انسان بستے ہوں، سمندروں اور جنگلوں میں محلوں کے نام نہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ میں یہ تعلیم دی کہ اللہ نے آدم علیہ السلام کو ہر چیز کے نام بتلائے، گویا اللہ نے اپنی حکمت سے انسان کو ہر چیز کے نام رکھنے کی صلاحیت بھی دی اور اللہ نے اپنی حکمت ودانائی سے جن جن چیزوں کا نام رکھا وہ نام اس کی حیثیت، شکل وصورت اور جسمانیت کے لحاظ سے اس کی نمائندگی کرتے اور صفات کو ظاہر کرتے ہیں، اللہ نے سورج اور چاند کے جو نام رکھے وہ اس کی پوری ہیئت اور صفات کی نمائندگی کرتے ہیں، چاند کے نام سے ٹھنڈک اور خوبصورتی کا اظہار اور سورج کے نام سے جلال اور تیزی کا اظہار ہوتا ہے، ہوا کے نام سے اس کے لطیف اور ہلکے ہونے کا اظہار ہوتا ہے، آسمان کے نام سے اس کی وسعت اور بلندی کا اظہار ہوتا ہے، پہاڑ کے نام سے اس کے بڑے ہونے اور بلند ہونے کا احساس ہوتا ہے، سمندر کے نام سے اس کی گہرائی، وسعت اور جلال کا احساس ہوتا ہے، باؤلی، کنویں اور تالاب میں نہیں ہوتا، اگر وہ شیر کا نام مچھلی رکھتا اور ہاتھی کا نام مکھی رکھتا تو یہ شیر اور ہاتھی کے مناسب نہ ہوتا اور گائے کا نام شیر رکھتا تو یہ اس کے مناسب نہ ہوتا، اس نے گدھے کو گدھے کا نام رکھ کر، کتے کو کتے کا نام رکھ کر بندر کو بندر کا نام رکھ کر اس کی پوری شخصیت اور ہیئت اور صفات کو نام سے سمجھنے کے قابل بنا دیا، یہ سب اللہ کی حکمتیں اور دانائی ہے، بے شک وہ اپنا ہر کام حکمت سے کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ان کے استعمال کی تمام چیزوں اور ان کے

اطراف کی تمام چیزوں کے نام بتلائے اور سکھائے جس کی وجہ سے انسانوں کی ربوبیت آسان ہوگئی، انسان اور جن دنیا کی تمام چیزوں کو ان کے ناموں ہی سے پہچانتا ہے وہ دنیا کی تعلیم یا وحی کی تعلیم حاصل کرتے وقت تمام چیزوں کو ان کے ناموں سے پہچانتا اور ان کے بارے میں معلومات حاصل کرتا ہے، انسانوں کو تعلیم دینے ،علم سکھانے کے لئے ان چیزوں کو مدرسوں، اسکولوں یا کالج میں لاکر سمجھانے کی ضرورت نہیں، وہ صرف نام سے اس چیز کا پورا تصور اپنے ذہن میں لا لیتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے چیزوں کے نام نہ رکھتا یا رکھواتا تو انسان کے مدرسے، اسکولس اور کالج ،حکومت کے دفاتر، دُکانیں کچھ بھی کام نہ کرسکتے تھے، انسان بات کرنے کے باوجود گونگا ہی گونگا رہتا، چنانچہ اللہ نے ہواؤں کے نام رکھے، درختوں، پودوں کے نام رکھے، غذاؤں کے نام رکھے، پھلوں کے نام رکھے، ترکاریوں کے نام رکھے، برتنوں کے نام رکھے، کائنات کی ہر ہر چیز کے نام رکھے، کوئی چیز بغیر نام کی نہیں، انسانوں کے نام رکھے، انسانوں میں خاندانوں قبیلوں، برادری اور نسل کے نام رکھے، ملکوں، شہروں، گاؤں، محلوں اور بستیوں کے نام رکھنے کی صلاحیت دی، علم نازل کیا تو اس کے مختلف الگ الگ نام رکھے، اسی طرح آخرت جو انسانوں کو نظر نہیں آتی اس میں قبر، حشر، جنت، دوزخ اور فرشتے، یہاں تک کہ اپنے ناموں کی بندوں کو تعلیم دی، اسی وجہ سے انسانی حکومتیں، کارخانے، دفاتر، اسکول اور کالج چلانا آسان ہوگیا اور انسان ناموں کی وجہ سے آخرت کی بھی تعلیم حاصل کررہا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے انسانوں کی بولیاں الگ الگ رکھ کر ان کی پہچان آسان کردیا، اپنی حکمت سے ان کی صورتیں، شکلیں، مزاج اور صفات الگ الگ بنا کر انسانوں کو سلامتی اور عافیت والی زندگی بسر کرنا آسان کردیا، اگر انسان ایک ہی شکل و صورت، رنگ اور جسامت اور آواز و عادات کا ہوتا تو انسانی زندگی بربادی کا شکار رہتی اور انسانوں میں چوری، ڈکیتی، زنا، بے حیائی، بے شرمی، سب کچھ ہوتا، باپ، بیٹی، بیوی، ماں، بیٹا، شوہر دوسرے رشتہ داروں میں فرق باقی نہ رہتا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی ربوبیت کے لئے اپنی حکمت و دانائی سے سورج، چاند اور دوسرے ستارے اور سیارے بنائے، پھر ان کے طلوع و غروب ہونے میں بڑی بڑی حکمتیں رکھیں، سب سے بڑی حکمت یہ بھی ہے کہ ان کے طلوع و غرب ہونے سے زمین پر دن اور رات کا نظام چلتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے سورج اور چاند کی روشنی کو زمین کے اکثر حصوں میں بارہ بارہ گھنٹوں کے وقت میں بانٹ دیا ہے اور زمین کو بیضوی شکل کی رکھ کر دن اور رات کے مختلف اوقات کو مختلف انداز کا بنا دیا، انسان اس وقت کو کبھی صبح، کبھی دوپہر اور کبھی شام اور رات کے نام سے یاد کرتا ہے، گویا اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے مخلوقات کی پرورش کرنے کے لئے دن اور رات کے ذریعہ وقت کی تخلیق کی، وقت خاص طور پر انسانوں کو ترقی کرنے، درجات حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی زبردست نعمت اور مہلت ہے، اللہ نے اپنی حکمت سے وقت کو ایک ایسی شئے بنایا ہے جو تیزی کے ساتھ کائنات کی عمر مکمل کرتے ہوئے اپنی منزل قیامت کی طرف دوڑ رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے وقت کو برف کی طرح پگھلتا ہوا بنایا ہے، وقت دنیا میں ہر روز گھٹتا ہے اور ہر لمحہ پگھلتا ہے، وہ جب گذر جاتا ہے تو پھر پلٹ کر کسی کے پاس نہیں آتا، تمام مخلوقات کی زندگیاں اور کائنات کی عمر اسی میں بند ہے، انسان کی زندگی بھی خاص طور پر اسی سے عمر کی شکل میں گذر رہی ہے، ہر کوئی اپنے اپنے وقت اور زمانہ میں پیدا ہو کر اپنا اپنا وقت پورا کر کے اس دنیا کو چھوڑ کر چلا جاتا ہے، وقت کو اللہ نے بڑی حکمت اور دانائی سے بنایا ہے، وہ انسانوں کے لئے راء مٹیریل کی طرح ہے، انسان اس کا صحیح استعمال کر کے جنت خرید سکتا ہے، یا غلط استعمال کر کے دوزخ کا مستحق بنتا ہے، وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا، انسان اس کو دولت، روپے پیسوں سے نہ خرید سکتا ہے اور نہ محفوظ رکھ سکتا ہے اور نہ پکڑ کر روک سکتا ہے، یہ ہواؤں کی طرح آتا ہے اور بادلوں کی طرح گذر جاتا ہے، اللہ نے اپنی حکمت سے وقت کو ایک ایسا ربوبیت کا سمندر بنایا ہے جس میں کائنات اور اس کی تمام چیزیں تیر رہی ہیں اور ہر چیز اپنے اپنے اوقات میں دنیا میں آ کر اپنی ذمہ داریاں ادا کر کے گذر جاتی ہیں۔

وقت کیا ہے؟ وقت دراصل انسانی زندگی کی شکل میں عمر یا مہلتِ زندگی ہے، وقت ہر روز دن کی شکل میں ایک روشن چراغ ہے اور رات کی شکل میں ایک سکون و راحت والا اندھیرا ہے، یہی وقت رات کی شکل میں انسان کو دوزخ کی یاد دلاتا ہے اور صبح کی شکل میں جنت کا نظارا کراتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسی وقت کی قسم کھا کر انسانوں کے گھاٹے اور خسارے کو سمجھایا ہے، یہ وقت انسانوں اور جانداروں کے پاس کبھی بچپن اور کبھی جوانی اور کبھی بوڑھاپے کی شکل اختیار کر کے رہتا ہے، اسی وقت کے تعلق سے حشر کے میدان میں سوال کیا جائے گا کہ جوانی یعنی شعور آنے کے بعد زندگی کہاں گذاری؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وقت کو یعنی زندگی کو غنیمت جانو، موت آنے سے پہلے اللہ نے اپنی حکمت سے وقت کو تخلیق کر کے انسان کو اسی میں امتحان کے لئے رکھا ہے اور اسی میں جنت حاصل کرنے کی مہلت دی ہے، جو لوگ وقت کی قدر نہیں کرتے وہ گھاٹے اور نقصان میں رہتے ہیں، جو وقت کی قدر کرتے ہیں چاہے کسی قوم اور مذہب کے کیوں نہ ہوں، دنیا میں تو کامیاب رہتے ہیں، مغربی اقوام اپنی ہزارہا خرابیوں، عیاشیوں، نافرمانیوں اور بدمعاشیوں و فحش کاریوں کے باوجود وقت کو قیمتی شئے سمجھتے ہیں، اس کی دنیا کی حد تک قدر کرتے ہیں، اس لئے دنیا میں پورا پورا فائدہ اٹھا رہے ہیں، ان کی ترقی کا راز یہ ہے کہ وہ وقت کو برباد کئے بغیر وقت کی پابندی کر کے دنیا پر اپنا ایک اثر قائم کئے ہوئے ہیں اور وہ دنیا میں ترقی کر رہے ہیں، ہر ایک پر قوت حاصل کئے ہوئے ہیں۔

یہ وقت نہ بادشاہ کے ساتھ اور نہ فقیر کے ساتھ، نہ امیر کے ساتھ اور نہ غریب کے ساتھ، نہ عالم کے ساتھ اور نہ اَن پڑھ کے ساتھ دوستی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنا طاقتور بنایا کہ یہ ہر ایک کے ساتھ رہ کر اس کی زندگی کے ہر چھوٹے سے چھوٹے عمل کو اپنے اندر محفوظ کر لیتا ہے، انسانوں میں جو لوگ اس کی حکمتوں کو صحیح پہچانتے، اس کے ایک ایک سکنڈ اور ایک ایک منٹ سے صحیح فائدہ اٹھا کر اپنی آخرت بناتے اور کامیاب زندگی گذارتے ہیں، جو لوگ اس کو نہیں پہچانتے اس کی ناقدری کرتے، وہ شیطان اور نفس کے فریب میں آ کر

جہالت اور گمراہی میں مبتلا ہوکر وقت اور عمر ضائع کرتے ہیں اور اپنی دنیا اور آخرت کو برباد کرلیتے ہیں، وقت دیکھنے اور لکھنے پڑھنے میں تین حرفی لفظ ہے، مگر بڑا ہی اہم، بڑا ہی قیمتی اور بڑے کام کی چیز ہے، غافل انسانوں کو اس کی اہمیت مرنے کے بعد معلوم ہوگی۔

مگر افسوس! وہ امت جس کے پاس آخری وحی کی شکل میں قرآن مجید ہے، اکثر مسلمان اللہ کی اس تخلیق وقت کی نعمت کو نہیں پہچانتے اور آج ان کے پاس ہر چیز کے لئے وقت ہے، صرف قرآن سیکھنے، پڑھنے اور سمجھنے، اللہ کی عبادت واطاعت کرنے ہی کے لئے وقت نہیں ہے، وہ اپنے اوقات مشرکوں اور کافروں کی طرح ہوٹلوں، کلبوں، بیکار محفلوں، بیکار دعوتوں، کھیلوں، شادی بیاہ کے فضول رسم ورواج، تفریح گاہوں، بیکار باتوں اور ٹی وی کی فحش اور بدکاریوں کی مجلسوں میں ضائع و برباد کرتے ہیں، اللہ نے اپنی حکمت سے وقت کا یہ ترازو اچھے اور برے انسانوں کو الگ الگ کرنے کو بنایا۔

☆ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ جو احکام وقوانین دئے وہ سارے کے سارے حکمت ودانائی سے بھرپور ہیں، ہر حکم، ہر قانون اور ہر طریقۂ عبادت سے انسان کو سلامتی وسکون ملتا ہے، اللہ نے نکاح میں بے انتہاء حکمتیں رکھی ہیں، اگر انسان آزادانہ طریقہ پر شہوت رانی کرے تو نکاح کی حکمتوں سے محروم رہتا ہے اور اس کی زندگی آوارہ، بیماریوں سے بھری، بے سکونی، مدد سے دور، خدمت وپرورش سے دور ہوجاتی ہے۔

☆ اللہ نے انسانوں کو آپس میں سلام کے طریقہ کو رواج دے کر بڑی حکمت رکھی ہے، انسان سلام کرکے محبت حاصل کرتا ہے اور دوسرے کو دوست بنالیتا ہے، سلام نہ صرف ایک دُعاء ہے بلکہ اس سے انسان کا تکبر اور غرور ٹوٹ جاتا ہے، لڑائی جھگڑے ختم ہوجاتے ہیں، ایک دوسرے کو سلامتی ملتی ہے۔

☆ اسی طرح روزہ نہ صرف ایک عبادت ہے بلکہ اللہ کی حکمت سے اس میں روحانی اور جسمانی صحت ملتی ہے، تقویٰ کی مشق ہوتی ہے، اسی طرح اللہ نے نماز، حج، زکوۃ، صدقہ وخیرات، وضو، غسل، طہارت، پردہ کرنے، حرام چیزوں سے دور رہنے، فضول خرچی و

اسراف سے بچنے اور حقوق کے ادا کرنے میں بے انتہاء حکمتیں رکھی ہیں، اس کے حکیم ہونے ہی کی وجہ سے سوائے انسان اور جن کے کائنات کی ہر چیز میں اصول وضوابط نظر آتے ہیں اور مخلوقات کو بے انتہاء فائدے مل رہے ہیں۔

☆ اللہ نے اپنی حکمت سے ہر جگہ کے جانور اور پودے وہاں کے ماحول کے اعتبار سے بنائے اور پیدا کئے، ریگستان میں پانی کی بہت قلت ہوتی ہے، وہاں انسانوں کو سفر کرنے کے لئے ریت میں موٹر سیکل، کار اور ریل گاڑیاں یا صرف سیکل بھی چلانا بہت مشکل ہے، ریگستان میں دھوپ بے انتہاء تیز ہوتی ہے، اس دھوپ کی گرمی کو برداشت کرنا بہت مشکل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ حکیم ہے، اس نے اپنی حکمت سے ریگستان کی مناسبت سے اونٹ بنایا اور پیدا کیا، پھر ریگستان میں چارہ اور پانی بہت کم ملتا ہے، اللہ نے اونٹ میں ریگستا ن کی مناسبت سے بھوک پیاس اور ریت کے طوفانوں کو برداشت کرنے کی دوسرے حیوانات سے زیادہ صلاحیت دی، اس کی بناوٹ میں پوری حکمت، نظم اور تدبیر اور منصوبہ بندی کھلے طور پر رکھی، اونٹ کو اپنے جسم سے کم سے کم پانی خارج کرنے کی صلاحیت دی، اونٹ کے لئے ببول کا درخت پیدا کئے جو گرم اور لو کے اثرات کو مارتا ہے، اللہ نے اونٹ کی کھال ایسی بنائی جو سورج کی روشنی کو جذب نہیں کرتی، واپس بھیج دیتی ہے اس وجہ سے عرب لوگ جب قبائلی زندگی گذارتے تھے تو اس کی کھال کے ڈیرہ بنالیتے تھے تا کہ ریگستانی گرمی سے محفوظ رہیں، طوفان کے وقت یہ اپنے نتھنوں کو بند کرسکتا ہے، اس کے کان پر اللہ تعالیٰ گھنے بال پیدا کرتا ہے تا کہ ناک اور کان میں ریت اندر جانے نہ پائے ، اللہ تعالیٰ نے اس کے ہونٹ کٹے ہوئے بنائے، انسانوں کے ہونٹ کٹے ہوئے ہوں تو وہ بدصورت نظر آتا ہے، مگر یہ خوبصورت نظر آتا ہے، جمل کے معنیٰ خوبصورت کے ہیں اسی لئے اس کو جمل کہا جاتا ہے یہ اپنے چار پیروں کو چار طرف استعمال کر کے بچاؤ کرسکتا ہے، اس کو تکلیف ہوئی یا ستایا گیا تو اپنے منہ سے بدبودار پانی تھوک تھوکتا ہے جب یہ کسی پر بگڑ جاتا ہے تو غصہ میں اپنے منہ سے اس انسان کے سر کی کھوپڑی پکڑ لیتا ہے، جسم سے

پانی کم خارج ہونے کی وجہ سے اس کا فضولہ بہت سوکھا ہوتا ہے جو جلانے میں کام آتا ہے اللہ نے اونٹ کے دودھ کو گائے کے دودھ سے اچھا بنایا، اس کے دودھ میں چربی نہیں ہوتی عربستان کے علاقوں کے اونٹوں کا پیشاب بہت گاڑھا ہوتا ہے بے شک اللہ اپنا ہر کام حکمت کے تحت کرتا ہے۔

☆ عربستان میں سبزی اور ترکاریاں بہت کم پیدا ہوتی ہیں، وہاں کے لوگ بکرا، اونٹ، مرغی، گائے وغیرہ کا گوشت کثرت سے استعمال کرتے ہیں، یہاں تک کے پورا ثابت بکرا ذبح کرکے اس کو بھون دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے عربستان میں سنا **Sana** کا پتہ بہت زیادہ پیدا کرتا ہے اس میں اللہ نے یہ خوبی رکھی ہے کہ وہ جانوروں اور انسانوں کے معدے کو صاف کرتا ہے وہاں کے جانور بکری، اونٹ وغیرہ بھی سنا کا پتہ کھاتے ہیں یہ جانوروں کے دودھ اور گوشت میں شامل ہوکر انسانوں کو آسانی سے گوشت جلد ہضم کرنے کے قابل بنا دیتا ہے، معدے کو ہاضمہ کرانے کے بعد پیٹ میں خوشبو پیدا کرتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ بڑے حکیم و دانا ہیں، ان کا کوئی کام بے کار اور عبث نہیں ہوتا، اللہ نے دنیا میں بہت سے کیڑے مکوڑے چیونٹی، مچھر، مکھیاں، تتلی، ٹڈے پیدا کیے انسان سمجھتا ہے کہ آخر کیڑے مکوڑے حشرات کو پیدا کرنے سے کیا فائدہ ہے، سائنس نے ریسرچ کرکے یہ بتلایا کہ جانداروں کی بقا کا پورا دارومدار کیڑ ومکوڑوں پر ہے، جہاں ان کے دوسرے کام ہیں وہیں پر یہ تمام کیڑے زیرگی **PolLination** میں بہت کارآمد ہیں، کیڑے مکوڑوں میں سب سے زیادہ زیرگی کا عمل شہد کی مکھیوں سے انجام پاتا ہے، اس لئے کہ یہ مختلف پودوں پر رس کی تلاش میں بیٹھتے اور پھولوں سے رس چوستے ہیں اس کی وجہ سے ان کے پیروں اور جسم کو مختلف پھولوں کے انڈے چپک جاتے اور دوسرے پودوں اور پھولوں پر منتقل ہوتے ہیں یہ مکھیاں، مچھر، اور کیڑے ترکاریوں کے پودوں کے پھولوں پر، غلہ کے پودوں کے پھولوں پر مختلف پھلوں کے درختوں اور پودوں پر بیٹھتے اگر ان کو رس نہ بھی ملے تو زیرگی کا عمل جاری رہتا ہے، اس طرح درختوں اور پودوں میں زیرگی **Pollination**

ہوتا رہتا ہے، اس زیرگی کے عمل سے ترکاریاں، غلوں کے پھل اور مختلف میووں کے پھل جانداروں کو غذا یعنی ترکاریوں اور غلوں کی شکل میں ملتے ہیں، ان پھلوں کی وجہ سے انسانوں کو بار بار درختوں اور پودوں کے بیج ملتے ہیں، اگر انسانوں کو بیج نہ ملے تو وہ ایک مرتبہ غلہ، ترکاریاں اور پھل کھالینے کے بعد پھر ان کی کاشت نہیں کرسکتا اور اپنے اور اپنے جانوروں کے لئے زراعت ہی نہیں کرسکتا تھا، پیداوار رُک جاتی، جب مزید پیداوار نہ کرسکیں تو جانداروں کو غذائیں غلہ اناج نہ مل کر زندگی خطرہ میں پڑ جاتی، شہد کی مکھیاں جتنا شہد بناتی ہیں اس سے دس گنا زیادہ زیرگی Pollination کا عمل کرتی ہیں، شہد کی مکھیوں کے ایک چھتے میں ۵۰ ہزار سے زیادہ مکھیاں ہوتی ہیں، کیڑے مکوڑوں میں زیادہ کا تعلق شہد کی مکھیوں سے ہے، شہد کی مکھیاں چار ہزار پھولوں کا رس چوستی ہیں تو ایک بڑا چمچہ شہد نکلتا ہے، مچھر میں نر پھولوں کا رس پیتا ہے، وہ بھی عمل زیرگی میں مدد دیتا ہے، شہد کی مکھیاں ۱۵ ر کلومیٹر سے ۲۴ کیلومیٹر فی گھنٹے کی رفتار سے اڑتی ہیں، ان کو پانچ آنکھیں ہوتی ہیں، دو سامنے کی طرف اور تین سر کے اوپر، ان کی آنکھیں Compound آنکھ عدسہ نما آنکھیں ہوتی ہیں جس میں چاروں طرف سے کئی امیج نظر آتے ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کی حکمتیں ہیں بے شک وہ کوئی کام بھی بے کار نہیں کرتا۔

☆ اللہ دنیا میں پودے اور درخت پیدا کرتا ہے، نباتات کو اللہ نے اپنی حکمت سے آکسیجن چھوڑنے کا مشین بنایا، اگر درختوں اور پودوں کے بیج ہی نہ ہوں یا نہ ملیں تو نباتات پیدا ہی نہیں ہوسکتے اور نباتات پیدا نہ ہوں تو جانداروں کو آکسیجن اور غذائیں ہی نہ ملتی اور کوئی جاندار زندہ نہ رہتا، ہوا میں آکسیجن نہ رہے یا ختم ہوجائے تو پورے جاندار مر جائیں گے۔

☆ انسانوں اور جنوں کو اللہ نے اپنی حکمت سے دو چیزیں دی ہیں ایک اندرونی ان کی فطرت اور جذبات دوسری باہر کی چیزوں پر اپنے حواس سے غور وفکر کر کے چیزوں کی سچائی کو جانے، انسان اور جن جب کائنات میں غور وفکر کریں گے تو ان کی فطرت، ضمیر اور جذبات انہیں باہر کی چیزوں کی حقیقت سمجھاتی ہیں، کائنات کی تمام چیزیں حکمت، مصلحت

اور مقصدیت کے تحت بنی ہوئی ہیں۔

☆ دنیا کے تمام جانداروں کے جسم کے اوپر کئی سو میل کی بلندی تک ہوا کا غلاف پھیلا ہوا ہے اور باوجود ہوا ہلکی ہونے کے اس کا بھی کافی وزن ہوتا ہے اور یہ وزن جانداروں پر ہزاروں پاؤنڈ تک ہوتا ہے، اس لئے کہ ہوا اپنے اوپر بادلوں کو بھی لئے پھرتی ہے ایک بادل میں اللہ تعالیٰ تین لاکھ ٹن کے قریب پانی رکھتا ہے، پھر اس کے ساتھ برف کے اولے بھی ہوتے ہیں، ذرا غور کیجئے کہ چیونٹی سے لے کر ہاتھی اور انسان سب یہ ہزاروں ٹن کا ہوا کا وزن کیسے سنبھالتے ہوں گے، اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام کیا ہے کہ ہوا کا جتنا دباؤ اوپر سے جانداروں کے جسم پر پڑتا ہے، جسم کے اندر سے بھی اتنا ہی دباؤ باہر کی طرف پڑتا ہے تا کہ وہ اوپر کے وزن کو سنبھال سکیں، اس کے نتیجے میں جاندار کوئی وزن ہی محسوس نہیں کرتے اور آسانی سے چلتے پھرتے سوتے بیٹھتے ہیں، جیسے جیسے انسان یا جاندار بلندیوں پر جاتے تو ہوا ہلکی ہوتی جاتی اس کے مالکیول دور دور ہوجاتے اور ہوا کا دباؤ کم ہوجاتا ہے، ہیلیم گیس ہوا سے بہت ہی ہلکی ہوتی ہے، غباروں میں بھری جاتی ہے، چند میل اڑنے کے بعد غبارا مزید اوپر جا نہیں سکتا اس لئے کہ اس کی گیس اور ہوا ایک ہی وزن کے ہوجاتے ہیں، ہوا کے چھوٹے چھوٹے ذرات کو مالکیول کہتے ہیں یہ ایک مکعب انچ میں ۳۰ / کروڑ تک سما سکتے ہیں۔

☆ اللہ کی حکمت اور دانائی دیکھئے کہ اللہ نے انسان اور جن کو آخرت کی عدالت میں آنے سے پہلے اپنے بندوں کے اندر ایک چھوٹی سی عدالت رکھ دی ہے جو بندوں کے گناہ کرتے ہی برائی اور گناہ کو انہیں احساس دلاتی ہے اور نیکی کرتے ہی اس نیک کام پر خوشی کا احساس دلاتی ہے وہ بندوں کا ضمیر ہے جو شر اور خیر کو فوراً الگ الگ بتلا دیتا ہے۔

☆ اللہ کی حکمت اور مصلحت دیکھئے کہ اللہ نے کیڑے مکوڑوں کو پیدا کیا اور بہت سے کیڑوں کی غذا زمین پر پڑی سڑی گلی چیزیں بنائیں، گھریلو مکھیاں اور حشرات تو زمین پر پڑی پوری گندگی اور غلاظت صاف کر جاتی ہیں، گویا ان سے صفائی کا کام بھی لیا جارہا ہے یہ سب اس کی حکمت ہے ہم اس کی قدرت کو سمجھ نہیں سکتے۔

اللہ تعالیٰ اپنی حکمت اور دانائی سے تمام جانداروں کے اعضاء ان کے جسموں پر وہیں لگائے جہاں ان کی سخت ضرورت تھی اور ان کو ان کے ماحول کے اعتبار سے اعضاء دیے، زیادہ تر جانداروں کی ناک منہ پر لگایا، اس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ جاندار جو بھی غذا کھائیں وہ اچھی خراب کا اندازہ لگا کر کھائیں سڑی ہوئی اور تازگی کا اندازہ لگا کر کھائیں، بدبو اور خوشبو سونگھتے ہوئے کھائیں، پھر ناک کے ابتدائی حصہ پر بال دے کر گرد وغبار کو روکنے کا انتظام کر دیا ذرا غور کیجئے اللہ تعالیٰ کیسے حکیم اور دانا ہیں اور کوئی کام بے کار اور عبث نہیں کرتے۔

☆ اللہ نے اپنی حکمت سے بندوں کو اپنی روح کے ساتھ جسم دیا، جسم میں بھی درختوں، آسمانوں، زمین، پہاڑ جیسا جسم نہیں دیا بلکہ جسم کو مختلف اعضاء دئے جس کی وجہ سے وہ دیکھ سکتا ہے، سن سکتا ہے، بول سکتا ہے، سوچ سکتا ہے، ہاتھ پیر چلا سکتا ہے جسم اور اعضاء دے کر بندوں کا امتحان لے رہا ہے، اعضاء کی وجہ سے روح کی تمام حرکتیں جیسے وہ اللہ کو مانتی یا انکار کرتی، یا اللہ کی اطاعت کرتی یا نافرمانی کرتی، زنا سے بچتی یا نہ بچتی، شراب سے دور رہتی یا نہ رہتی، نیکی کرتی یا نہ کرتی، نماز پڑھتی یا نہ پڑھتی یہ سب آسانی سے سمجھ میں آتا ہے مرنے کے بعد بھی وہ اپنی حکمت سے بندوں کو صرف روح پر انعام یا سزا نہیں دے گا بلکہ روح کے ساتھ ساتھ جسم دے کر انعام یا سزا دے گا تاکہ بندے نے دنیا میں روح کے ساتھ جسم کی مدد سے جو نیک کام کیا ہے یا جو گناہ کیا ہے اس کا مزہ تکلیف اور اجر بھی اعضاء کے ساتھ محسوس کریں اور پائیں، اگر دنیا میں روح کے ساتھ اعضاء جسم نہ ہوتا تو روح کے کرشمے اور اچھے برے کام نظر ہی نہیں آتے تھے۔

☆ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے ایسے درخت اور پودے پیدا کئے جن کے پھل بڑے ہوتے ہیں ان کو بیلوں سے پیدا کرتا اور ان کی بیلوں کو زمین پر ▭ دیتا ہے تاکہ وہ پھل بڑے ہو کر وزن سے زمین پر گر کر خراب نہ ہو جائیں، انسانوں تک محفوظ طریقوں سے پہنچانے کے لئے ان کی بیلوں کو زمین پر ▭ دیتا ہے اگر پھلوں پر چھلکا نہ رکھا تو پرندے چونچ مار مار کر خراب کر دیتے یا کیڑے مکوڑے کھا جاتے، گرد اور مٹی سے خراب ہو جاتے،

انسان اللہ کی نعمتوں پر غور کرے گا تو اللہ کا شکر بجالائے گا اور احسان مند بنے گا۔

☆ اللہ کی حکمت دیکھئے اس نے برف کو پانی سے ہلکی بنایا اور سمندر کے پانی کو جمنے سے بچالیا جب سخت سردی پڑتی ہے تو پانی کا اوپری حصہ برف میں تبدیل ہو جاتا ہے اور جیسے ہی اوپری حصہ پر برف جم جاتی ہے تو سمندر کے حصہ کے نیچے کے پانی کو اوپر کے سرد موسم سے الگ کر دیتی ہے جس کی وجہ سے سمندر کا پانی جمنے نہیں پاتا، اللہ کی اس قدرت کی وجہ سے سمندر کے اندر کے جانوروں کی زندگی محفوظ رہتی ہے برف اگر پانی سے وزنی ہوتی تو سمندر کا پانی نیچے سے برف بن جاتا تب جاندار مر جاتے۔

☆ زمین کے علاوہ دوسرے سیاروں پر غور کیا جائے جہاں جانداروں کی زندگی ناممکن ہے تو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آئے گی کہ اللہ نے اپنی حکمت اور مصلحت سے زمین کی تخلیق ایسی کی ہے کہ اس سے جانداروں کی زندگی آسان ہوگئی۔

☆ آسمان کو زمین سے اتنی بلندی پر رکھا تو اس میں یہ حکمت سمجھ میں آتی ہے کہ سورج، چاند، ستارے ایک خاص فاصلے پر ہیں، سورج سے جو گرمی زمین پر آرہی ہے اگر اس میں %13 کمی آجائے تو زمین پر سردی بڑھ کر چاروں طرف برف کی تہہ جمع ہو جائے گی اس کی موٹائی ایک ہزار میٹر تک ہوگی اور اگر گرمی میں اضافہ ہو جائے تو تمام جاندار اور پودے جل جاتے اور مر جاتے جس کی مثال ہم گرما میں سخت گرمی کی وجہ سے پرندوں کو دھوپ کی شدت پر مرتا ہوا دیکھتے ہیں۔

☆ اگر کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار کم ہوتی تو زمین پر اور سمندروں میں پودے کم پیدا ہوتے اور نباتات کی کمی کی وجہ سے جانداروں کو غذا نہ ملتی اسی طرح ہوا میں آکسیجن زیادہ ہوتی تو چٹانیں اور دھاتیں تباہ ہو جاتیں، آکسیجن کم ہو تب بھی جانداروں کی زندگی کو خطرہ ہوتا زیادہ ہو جائیں تب بھی ان کی زندگی کو خطرہ ہوتا، اللہ نے اپنی حکمت سے ہوا میں %21 آکسیجن رکھی ہے۔

☆ اللہ نے ہوا میں اوزون پرت Ozone Layer رکھ کر سورج کی خطرناک اور

زہریلی شعاؤں سے زمین کی آب وہوا کی حفاظت فرمایا اوزون پرت کی کمی سے سورج کی یہ شعاعیں زیادہ شدت کے ساتھ زمین پر آتی اور جاندار مر جاتے۔

☆ اللہ تعالیٰ اپنی صفت تخلیق سے بعض جانداروں کو ماں کے پیٹ میں اور بعض کو انڈوں میں بناتا اور پیدا کرتا ہے، بے شک وہ بڑا حکیم ودانا ہے اس کا کوئی کام بے کار اور عبث نہیں، وہ ہر کام بڑی حکمت اور دانائی سے کرتا ہے، اس طرح جانداروں کی پیدائش میں یہ حکمت سمجھ میں آتی ہے کہ جن جانوروں کے بچوں کو تین ماہ سے دوسال تک پیدا ہونے کا وقت درکار ہے اور ان کی جسامت بڑی ہوتی ہے مثلاً گائے، بھینس، گھوڑا، گدھا، اونٹ، ہاتھی، گینڈا، ریچھ وغیرہ ان کو ایک یا دو بچے ہوتے ہیں، اس کے علاوہ کتا، بلی اور سور کو پانچ یا چھ بچے ہوتے ہیں، ان تمام جانوروں کے بچے ماں کے پیٹ میں بناتا اور پیدا کرتا ہے، اس کے برعکس پرندوں کے بچے چڑیا، کبوتر، کوا، مینا، طوطا ان کے بچے چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور حشرات کیڑے مکوڑوں کے بچے لاروے کی شکل میں سو دوسو سے پانچ سو تک بھی ہوتے ہیں جیسے سانپ، مکھی، مچھر، چونٹی، مکوڑے یا پھر مچھلی، تانبیل اور مگر مچھ وغیرہ، ان کو اللہ تعالیٰ انڈوں میں بناتا اور پیدا کرتا ہے پھر ان جانوروں میں پرندے جن کو دو چار پانچ بچے ہوتے ہیں وہ اپنے انڈوں کو سیتے اور حفاظت کرتے ہیں اگر ان پرندوں کے پیٹ میں بچے بنتے تو ان کا وزن بڑھ کر اڑنا اور غذاء تلاش کرنا بڑی مشکل ہو جاتا، پھر اللہ نے ان کے جسمانی اعضاء کا نظام چرندوں کے اعضاء سے الگ بنایا چرندوں میں دودھ کو روک کر بچے کو غذا دی جاتی ہے جب چرندے حمل سے ہوتے ہیں تو دودھ بن کر دیتے ہیں، چرندے ایک جگہ پر بیٹھے نہیں رہتے، چرتے پھرتے ہیں، اگر ان کے بچوں کو انڈوں سے بنایا اور پیدا کیا جاتا تو ان کے انڈے بہت بڑے بڑے ہونے پڑتے پھر ان کے رہنے کا کوئی خاص مقام اور گھونسلہ بھی نہیں ہوتا انڈے بڑے ہونے کی وجہ سے ماں کے پیٹ سے باہر آنے میں زمین پر گرتے ہی پھوٹ بھی سکتے تھے وہ انڈوں کی حفاظت بھی نہیں کر سکتے اور نہ سیک سکتے تھے، جس کی وجہ سے ان کی نسل نہیں بڑھ سکتی تھی، پھر انڈے بڑے ہونے کی وجہ سے انڈوں

پر ساخت بہت سخت رکھنا پڑتا تھا، بچہ بن جانے کے بعد انڈے پھوڑ کر باہر آنے میں بہت مشکل ہو جاتی تھی، پھر ان بڑے جانوروں میں اکثر جوڑا بھی نہیں ہوتا انڈوں کی ساری حفاظت کی ذمہ داری مادہ پر پڑ جاتی تھی، ماں کے پیٹ میں بچہ بننے سے ماں دن بھر چارہ چرتی، چلتی پھرتی اور سال دو سال بعد حمل ختم ہوتے وقت اکثر زمین پر لیٹ جاتی ہے بچہ آسانی سے باہر آ کر ماں کے ساتھ پرورش پاتا ہے، جن جانوروں کے بچے اللہ تعالیٰ انڈوں میں بناتا ہے اور پیدا کرتا ہے ان کے انڈوں کی ساخت بہت پتلی رکھتا ہے، انڈے بہت نازک ہوتے ہیں، بچہ بننے کے فوراً بعد وہ بچہ خود بخود انڈا پھوڑ کر باہر آ جاتا ہے، عام طور پر انڈوں سے پیدا ہونے والے جانوروں کے بچے سو دوسو تک بھی ہوتے ہیں اس لئے کے وہ دوسرے جانوروں کی غذا بھی بنتے ہیں چنانچہ سو دوسو بچے اگر فرض کیجئے مچھلی، یا مگر مچھ یا تانبیل، مکھی، مچھر، مکوڑوں کے پیٹ میں دو چار مہینوں تک رہیں تو مادہ کو بڑی مشکل ہو جاتی ہے، اتنے بچوں کی غذا وغیرہ ملنا مشکل ہو جاتا اور بچے پیدا ہونے کا نظام آسان نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ انڈوں میں ہر ایک وٹامن رکھا ہے سوائے وٹامن C کے، اس طرح بچوں کو سارے وٹامن انڈوں ہی سے مل جاتے ہیں اور وہ باہر آ کر ماں باپ کی طرح گوشت یا دانہ وغیرہ ٹکڑوں اور تنکوں کی شکل میں کھاتے ہیں یا ان کے ماں باپ ان کو لا کر یا نرم کر کے ان کو کھلاتے ہیں، مگر جو بچے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وہ بہت زمانے تک ماں کا دودھ پیتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو دودھ سے آہستہ آہستہ وٹامن دیتا ہے، دودھ کے ذریعہ ان کی پوری پرورش ہوتی ہے، اگر سارے جانور ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے تو دوسرے جانداروں کو جن کی غذاء اللہ نے انڈا بھی بنایا ہے، ان کو یہ غذا ہی نہیں ملتی، اللہ تعالیٰ انڈوں کو جانداروں کی غذا بھی بنایا ہے، ذرا غور کیجئے اللہ تعالیٰ کیسے حکیم و دانا ہیں، ان کا ہر کام پوری حکمت کے ساتھ ہوتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا کمال دیکھئے کہ ہر انسان کو عقل عطا فرمائی، مگر ہر ایک کی عقل، صلاحیت، قابلیت ایک جیسی نہیں رکھی، الگ الگ رکھی، اگر ایک جیسی رکھتا تو انسان ایک

دوسرے کا محتاج نہ رہتا یہ صرف اللہ کی حکمت ہے۔

اس مضمون میں جتنی باتیں بھی بیان کی گئی ہیں ان میں بعض استثنائی مثالیں بھی پائی جاتی ہیں جن کی مزید حکمتیں قابل تحقیق ہے، قارئین کے لئے سوچ کے دروازے کھلے ہیں۔

ہر چیز کی حکمت و مصلحت جاننا ضروری نہیں

دنیا میں انسان اللہ تعالیٰ کے مختلف احکام پر چلتا ہے اور مختلف اعمال صالحہ اختیار کرتا ہے، اسی طرح دنیا میں اللہ نے بہت ساری مخلوقات پیدا کیں جس میں بہت ساری چیزوں کا انسان سے ربط اور تعلق نہیں معلوم ہوتا، جیسے بہت سارے حشرات' کیڑے مکوڑے، چیونٹی' مچھر' مکھیاں' نباتات' جنگل کے جانور' ستارے اور سمندری جانور وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کے ہر حکم اور عبدیت و بندگی اور دنیا کی تمام مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہی حکمت ہے، کوئی چیز بیکار اور عبث نہیں، مگر یہ ضروری نہیں کہ ہر حکم اور ہر چیز کا فلسفہ اور حکمت سمجھائی جائے، اور ہر انسان کی عقل بھی ایک جیسی نہیں اس لئے ہر شخص کی سمجھ میں آنا بھی ضروری نہیں، اگر ہر چیز کی حکمت' فائدہ اور نقصان سمجھا دیا جائے تو انسان کوئی بھی عمل اور کوئی بھی کام اور کسی بھی چیز سے بچنے اور کسی چیز کو اختیار کرنے میں اللہ کی رضاء اور خوشنودی و اطاعت کے لئے نہیں کرتا بلکہ اس چیز کے نفع یا نقصان کے لئے اختیار کرتا تھا، اس لئے ایمان یہ ہے کہ اللہ کے احکام کی حکمت و مصلحت جانے بغیر اور مخلوقات کے نفع و نقصان کو جانے بغیر خالص اللہ کی اطاعت و بندگی میں سر تسلیم خم کر کے عمل کیا جائے، اسی کو اطاعت و بندگی کہیں گے، ورنہ حکمت جان کر اطاعت کرنے سے اللہ کی خالص بندگی نہ ہوگی مخلوقات سے نفع و نقصان کا تصور ہوگا۔

مثلاً: ایک شخص یہ تصور کرے کہ جنگ میں بہادری دکھانے سے نام و نمود ہوتا ہے، شہرت ہوگی، لوگ شہید اور بہادر کہیں گے، اخبارات میں نام آئے گا، دنیا ایک مدت تک یاد رکھے گی اور میری تعریف کرے گی اور میرے نام کی یادگاریں قائم کرے گی، یہ عمل اللہ کے واسطے نہیں' نام و نمود کے لئے ہوگا' دنیا میں شہرت حاصل کرنے کے لئے ہوگا۔

اسی طرح ایک شخص مالدار ہے، دولت' نام ونمود کے لئے خیرات کرے اور یہ تصور رکھے کہ میں لوگوں میں دولتمند کہلاؤں گا' مجھے سخی سمجھ کر عزت کریں گے' میری شہرت ہوگی' یہ عمل بھی اللہ کے واسطے نہیں' ریاء کاری اور نام ونمود کے لئے ہوگا۔

اگر کوئی شخص شراب سے نقصان پہنچنے' اور جسم کے برباد ہونے سے بچنے کے لئے دور رہے گا تو اس کا یہ عمل اللہ کے حکم اور اس کی خوشنودی کے تحت نہیں ہوگا، شراب کے نقصان سے بچنے کے لئے ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے مخلوقات کی تخلیق ضابطے وقانون سے کرنے کی حکمت

اللہ تعالیٰ کسی بھی چیز کو بنانے اور پیدا کرنے میں لفظ ''کن'' کہہ کر کرسکتا ہے جس طرح اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلمہ ''کن'' سے پیدا فرمایا، مگر یہ بات انسان اپنی عقل سے سمجھ نہیں سکتا، اس عمل کو متشابہات کہیں گے، یہ بات عام فطری طریقہ پیدائش سے ہٹ کر ہے، اس لئے اس پر غور وفکر نہیں کیا جاسکتا، مگر جاندار ونباتات اور دوسری مخلوقات کے بہت سے کاموں کو ضابطے وقانون سے بناتا اور پیدا کرتا ہے۔

اسی طرح قرآن کریم نے کئی مقامات پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک عرش ہے اور وہ اس عرش پر مستوی ہوا، اب یہ بات کہ وہ عرش کیسا ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ کے مستوی ہونے کا کیا مطلب ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کا جواب انسان کی عقل اور سمجھ سے بالاتر ہے اور انسان کی زندگی کا کوئی عملی مسئلہ اس پر موقوف بھی نہیں اس کو متشابہات کہا جاتا ہے، اس کی تفصیل نہ سمجھائی گئی' نہ انسان کے لئے ضروری ہے' جیسے بیان کیا گیا بس ویسے ہی مان لیا جائے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرشتوں کو نور سے پیدا کیا ہے، ان کو کس طرح نور سے پیدا کیا؟ اس کے مراحل کیا ہیں؟ اس کو نہ سمجھایا گیا اور نہ انسان کو ان کے مراحل سمجھنے کی ضرورت ہے، نہ انسان ان کے تخلیقی مراحل پر غور کرسکتا ہے، وہ انسان کی عقل میں نہیں آسکتے۔

دوسری تمام مخلوقات جن کو اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے آہستہ آہستہ مختلف مراحل طے کرتے ہوئے بناتا اور پیدا کرتا ہے ان کو بھی اگر وہ چاہتا تو لفظ ''کن'' کہہ کر پیدا کردیتا

اور مختلف مراحل سے گذرنے کی نوبت نہیں آتی تھی، مگر ❖ تعالیٰ مخلوقات کی پرورش اور نگہداشت میں آہستہ آہستہ مراحل کے ساتھ جو کمال تک پہنچا رہا ہے اس سے انسان ❖ کی مختلف صفات کو سمجھ سکتا ہے، یہ ❖ کی حکمت و مصلحت ہے کہ اس نے اس طرح مخلوقات کی پرورش مختلف مراحل میں رکھ کر اپنی پہچان' صفات کے ذریعہ کروانے کا انتظام کیا، جس کی وجہ سے انسان ہر مخلوق کی پرورش میں غور وفکر کر کے ❖ کی معرفت حاصل کرسکتا ہے۔

مثلاً جانوروں کی تخلیق میں' نباتات کی تخلیق میں' انسانوں کی تخلیق میں' پھول اور پھل' غلہ اور اناج کی تخلیق میں' ہوا' پانی' زمین' سمندر' پہاڑ اور معدنیات وغیرہ اور ان کے مختلف کاموں میں اپنی صفات پر غور کرنے کا طریقہ رکھ کر ❖ تعالیٰ کے اکیلے ہونے کو پہچان سکتے ہیں، اگر یہ دوسری تمام مخلوقات لفظ ''کن'' سے پیدا ہوتیں اور کام کرتیں تو انسان ❖ کی صفات پر غور وفکر نہیں کرسکتا تھا، اور نہ ❖ کی معرفت حاصل کرسکتا تھا، ❖ تعالیٰ جب دنیا میں انسان کو اس کے سر کی آنکھوں سے نظر نہیں آتا تو ان تمام مخلوقات میں ان کے مراحلِ زندگی پر غور کر کے ❖ کو پہچاننے کے لئے اسی حکمت کے تحت اس نے ہر چیز کو آہستہ آہستہ کمال تک پہنچانے کا طریقہ رکھا۔

سارے انسانوں کو ہدایت یافتہ پیدا نہ کرنے کی حکمت

❖ تعالیٰ نے دنیا کو امتحان گاہ بنایا، اگر سارے انسانوں کو پیدائشی طور پر دوسری مخلوقات کی طرح ہدایت یافتہ پیدا کرتا تو پھر ان کا امتحان نہیں لیا جاسکتا تھا، ❖ تعالیٰ اپنی حکمت و مشیت سے انسانوں کے فائدے ہی کی خاطر ایمان قبول کرنے نہ کرنے کی آزادی دی ہے، تا کہ انسان اپنی مرضی اور چاہت و پسند سے ایمان قبول کر کے ❖ کا فرمانبردار بن کر رہنے کا اقرار کرے، اسی آزادی اور اختیار کی وجہ سے انسان کو اس امتحان گاہ میں عقل وفہم دئے گئے، خیر اور شر کی طاقت دی گئی، صحیح اور غلط راستے رکھے گئے، نفس دیا گیا، بہت ساری چیزوں کے صحیح یا غلط استعمال کی طاقت دی گئی، اور📫ن سے بچانے کے لئے پیغمبر و کتاب رکھی گئی، اور دنیا کو دارالاسباب بنایا گیا تا کہ انسان اپنی مرضی سے جہنم کے راستے سے بچ کر

جنت کے راستے پر چل کر اللہ کی عبدیت و بندگی کرے، اگر وہ دوسری مخلوقات کی طرح پیدائشی طور پر ہدایت یافتہ پیدا ہوتا تو آخرت میں درجات حاصل نہیں کرسکتا تھا، آخرت میں ترقی نہیں پا سکتا تھا، اوراس کے امتحان کے لئے یہ سارے اسباب پیدا کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی تھی، یہ سب بے معنٰی ہوجاتے، انسان کو آزادی بھی نہیں دی جاسکتی تھی، وہ مرغ، مچھلی، گائے، درختوں اور زمین وغیرہ کی طرح جبری ہدایت کرتا رہتا، اللہ نے اپنی حکمت سے اس کے لئے دنیا کو امتحان بنا کر بہت بڑا احسان کیا، ورنہ وہ بھی دوسری مخلوقات کی طرح جزا اور سزا سے دور رہ کر ایک عام مخلوق ہی کی طرح رہ جاتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے انسان کو جسم کے تمام اعضاء سے اطاعت و بندگی کا موقع عطا فرمایا

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کی زندگی کو اپنی اطاعت و بندگی کے لئے پیدا کیا، اور پھر اپنی حکمت و دانائی سے انسان کو جسم کے تمام اعضاء سے اور زندگی کے ہر عمل سے اپنی اطاعت و بندگی کا موقع عطا فرمایا، چنانچہ انسان آنکھوں، کانوں، زبان، شرمگاہ کا صحیح استعمال کر کے اور دل و دماغ سے ہاتھوں پیروں سے اللہ کی ۲۴ر گھنٹے عبدیت و بندگی کرسکتا ہے، ان کے برعکس دوسری مخلوقات تجارت کر کے، نکاح کر کے، دعوت و تبلیغ کر کے، لباس پہن کر، یا حلال و حرام، پاک و ناپاک، خیر اور شر کے ذریعہ اللہ کی اطاعت و بندگی نہیں کرسکتی۔

انسان کو صرف نماز، روزۃ اور حج کے ذریعہ ہی عبادت کے لئے نہیں پیدا کیا گیا، یہ تو فرض اور ضروری عبادتیں ہیں جو اسلام کے ستون ہیں، ان کے ادا کرنے کے بعد زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ کی عبدیت و بندگی کا موقع دے کر اللہ نے انسانوں پر اپنی حکمت سے بہت بڑا احسان کیا ہے، اور دوسری مخلوقات کے لئے دنیا کو امتحان کی جگہ بھی نہیں بنایا، انسان کو ۲۴ر گھنٹے یہاں تک کہ طہارت سے رہنے، بیوی سے ہمبستری کرنے، شراب، زنا، سود سے دور رہنے پر بھی نیکیاں ہی نیکیاں عطا کرتا ہے اور مرنے کے بعد درجات دے گا، دوسری مخلوقات کو یہ مواقع نہیں دئے گئے۔

بنی اسرائیل کو معزول کر کے امت محمدیہ کو دنیا کا امام بنانے کی حکمت

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو دنیا کی دوسری قوموں کی سدھار کی ذمہ داری دی تھی، ان کا عروج صدیوں تک رہا، وہ دنیا میں توحید کی علمبردار قوم بنی رہی، بڑے بڑے انبیاءؑ علماءؒ اتقیاءؒ عابد وزاہد اور بڑے بڑے پیشوا ان میں پیدا ہوتے بھی رہے، مگر یہ آہستہ آہستہ بگڑتے بگڑتے یہودی اور نصرانی بن گئے، یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ کے ساتھ آٹھ سو سال بعد تورات کو تک بھول گئے اور کئی فرقوں اور گروہوں میں تقسیم ہو کر کتاب الٰہی میں تحریف کر کے کئی حصوں میں تقسیم کر دیا، ایک دوسرے کو گمراہ کہہ کر کتاب الٰہی کے خلاف زندگی گذارا، خود بھی اندھیروں میں بھٹکتے رہے، دنیا کی دوسری قوموں کی گمراہی سے بے فکر ہو کر ان کو بھی اندھیروں میں بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیا اور بعض پیغمبروں کو مانا اور بعض کو پیغمبر نہیں بادشاہ کہا اور بعض کا انکار کیا، حضرت یحییٰؑ کے دشمن بنے رہے اور حضرت یحییٰؑ کے علاوہ کئی پیغمبروں کو قتل کیا، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کا یہود ونصاریٰ نے انکار کیا۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو معزول کر کے امت محمدیہ کو امت وسط بنا دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نبوت کے بعد قیامت تک پوری دنیا کے سدھار کی ذمہ داری ان پر ڈال دی اور دنیا کی قوموں کا امام بنا دیا۔

اب امت محمدیہ پر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ خود بھی اجالے میں چلے اور دوسری قوموں کو اندھیروں سے نکل کر اجالے میں آنے کی دعوت دیتی رہے، اگر وہ اپنے نبی کی تعلیمات کو دوسروں تک پہنچانے کی محنت نہیں کریں گے تو بنی اسرائیل کی طرح مجرم ہو جائیں گے، اسی لئے قرآن کے ایک چوتھائی حصے میں بنی اسرائیل کے حالات اللہ نے امت مسلمہ کی عبرت ونصیحت کے لئے بھی بیان کئے ہیں، مگر امت مسلمہ دوسری قوموں کو دعوت نہ عمل سے دے رہی ہے اور نہ قول سے، اور اللہ کا پیغام پہنچانے سے میلوں دور ہو گئی۔

خلفائے راشدینؓ کے تین چار سو سال بعد امت کو اسلامی انداز پر سنبھالنے والے نہیں رہے، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور ہارون رشید کے بعد پھر کوئی صحابہؓ جیسا نظام قائم

کرنے والا نہیں بنا، اور تبع تابعین کے بعد آج تک پھر مسلمان صحابہؓ جیسی حکومت قائم نہیں کر سکے، عمر بن عبدالعزیزؒ کو ۲ سال میں زہر دے کر ختم کر دیا گیا، بنو امیہ اور بنو عباس میں سخت دشمنی پیدا ہو کر مسلمان عورتوں کی عصمت خود مسلمانوں نے لوٹی، ایک دوسرے کی قبر کو کھود کر مردوں کی ہڈیوں پر گھوڑے دوڑائے گئے، خلافت ختم ہو کر بادشاہت آ گئی، طوائفوں اور ہیجڑوں کا ناچ' ڈھول اور تاشے' نوابوں اور جاگیرداروں نے دنیوی عیش و عشرت' شراب اور لہو لعب والی زندگی اختیار کر لی، کئی کئی شادیاں کیں، مسلمان بادشاہوں نے اپنے مطلب کے فتوؤں کی خاطر اللہ والوں پر ظلم کیا، بغداد جو علمی مرکز تھا، وہاں فتنہ تاتاری' مسلمانوں پر مسلط ہو گیا اور دریائے دجلہ مسلمانوں کے خون سے رنگین ہو گیا، مغل دور میں اکبر نے نیا دین ''دینِ الٰہی'' ایجاد کیا، غیر مسلموں سے شادی کی، ساری دنیا میں مسلمانوں کو حکومت واقتدار ملنے پر انہوں نے اپنا وقت' دولت اور عمارتیں بنانے پر خرچ کیا، اور آج بھی وہی عمل جاری ہے، مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی یہودیوں نے کی اور مسلمانوں سے چھین لیا، شام اور فلسطین پر سے مسلمانوں کا قبضہ ختم ہو گیا، اسپین میں اہل کتاب نے مسلمانوں کا قتل عام کیا اور حکومت چھین لی، باوجود مسلمانوں کو دنیا کے مختلف حصوں پر حکومت ملنے کے کہیں پر بھی قرآنی قانون نافذ نہیں کیا گیا، اور نہ دعوت وتبلیغ کی فکر پیدا ہوئی، مسلمان نبوت کے کام کو عمومی طور پر بھول گئے صرف چند خاص لوگ اللہ کی توفیق سے دعوت الی اللہ دیتے رہے' ورنہ امت کا بڑا حصہ اس کام سے واقف ہی نہیں ہے، اگر مسلمان دعوت کا کام کریں تو ان کو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بہت بڑا مقام مل سکتا ہے جس کا اندازہ ہم یہاں نہیں لگا سکتے۔

ختم نبوت میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ذہن میں رکھئے!

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت ومشیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی بنایا اور دنیا میں پیغمبروں کو بھیجنے کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ پر ختم کر دیا، رسول اللہ ﷺ ہی کی نبوت کو قیامت تک جاری رکھا، آپ کے بعد اب دنیا میں قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا اور نئی کتاب

نہیں آئے گی، قرآن مجید کو آخری وحی بنا دیا، اللہ ↗ اپنی حکمت و مصلحت سے رسول اللہ ﷺ کے بعد امت مسلمہ کو کارِ نبوت کی ذمہ داری ڈال دی، اس لحاظ سے اب قیامت تک امت مسلمہ پر ساری دنیا کو ہدایت و رہنمائی کی طرف دعوت دینے کی ذمہ داری آ گئی، یہ اعزاز امت مسلمہ کے لئے بہت بڑا احسانِ عظیم ↗، پچھلے زما↘ں میں دنیا کے مختلف علاقوں میں الگ الگ نبی آتے ر↗، مگر اب ساری دنیا میں اللہ ↗ امت مسلمہ کو پھیلا کر ہر ملک اور ہر علاقے میں انس↘ں کو سدھار ↗ اور حق کی دعوت دینے کی ذمہ داری ڈال رکھی ↗، پھر رسول اللہ ﷺ کے بعد دعوت کے کام میں آس↖ پیدا کر ↗ کے لئے دنیا میں پرنٹ میڈیا کی صنعت دی، تیز رفتار سواریوں کو ایجاد کروایا، انٹرنیٹ' ٹی وی اور موبائل میں واٹس ایپ اور یو ٹیوب کے ذریعہ اسلامی پیغامات اور اسلامی بیانات و تقاریر کو دنیا کے تمام گھروں تک پہنچا ↗ کا انتظام کر دیا، پچھلے زما↘ں میں اتنی سہولتیں نہیں تھیں، اب ایک انسان اپنے مقام پر رہ کر بھی ساری دنیا میں معروف و منکر اور دعوت و تبلیغ کر سکتا ہے، اس طرح ختم نبوت کے بعد امت مسلمہ کو یہ مقام و مرتبہ دے کر اتنی سہولتیں دیں، بہت بڑا احسان کیا۔

ختم نبوت کے بعد ذریعہ پیغمبروں کو بھیجنے کا طریقہ تو ختم ہو گیا اور آخری وحی کو اور رسول اللہ ﷺ کی زندگی' صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کو محفوظ رکھا اور امت مسلمہ کے خاص خاص لوگوں سے نبوت کے کام کو دوسرے انسانوں تک پھیلانے اور پہنچانے کی توفیق جاری رکھی، گویا رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا کام بند نہیں ہوا، مگر امت مسلمہ کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا، تا کہ امت مسلمہ دعوت الی اللہ کی ذمہ داری دوسری قوموں کے سامنے قول سے بھی اور فعل سے بھی ادا کرتی رہے اور رسول اللہ ﷺ کی نمائندہ بن کر قرآن مجید کی چلتی پھرتی مثال اور نمونہ بنے، ورنہ مجرم ٹھہرائے جا سکتے ہیں، دنیا کے دوسرے انسانوں کی گمراہی کے ذمہ دار بن سکتے ہیں۔

دنیا میں ایمان والوں پر غیر مسلم کے مسلط ہونے کی حکمت

ایک مرتبہ تاتاری شہزادہ نے ایک مقام سے گذرتے ہوئے کچھ لوگوں کو ایک

بزرگ کے اطراف جمع دیکھا، پھر بزرگ کو اپنے پاس بلایا، اور بزرگ سے پوچھا: کیا تم اللہ کو مانتے ہو؟ بزرگ نے کہا: ہاں! ایمان رکھتا ہوں، کیا تم یہ بھی اقرار کرتے ہو کہ اللہ جس کو چاہے کسی پر بھی غالب کرسکتا ہے؟ بزرگ نے کہا: ہاں! اس پر بھی میرا ایمان ہے، شہزادہ نے کہا: اللہ ہی نے ہم کو تم لوگوں پر غلبہ دیا ہے، ہم غالب ہیں، پھر شہزادہ نے کہا: کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ خدا ہم کو تم سے زیادہ چاہتا ہے؟ بزرگ نے کہا: نہیں! شہزادے نے کہا: وہ کیسے؟ تب بزرگ نے کہا: تم نے کبھی چرواہے کو دیکھا ہے؟ شہزادے نے کہا: ہاں دیکھا ہے، بزرگ نے کہا: وہ اپنے ریوڑ کے پیچھے دو چار کتوں کو بھی رکھتا ہے، شہزادے نے کہا: ہاں رکھتا ہے، بزرگ نے کہا: اگر کچھ بکریاں ریوڑ سے الگ چلی جائیں تو چرواہے کے پکارنے کے باوجود ریوڑ میں واپس نہ آئیں اور بھٹکتی رہیں تو چرواہا اپنے کتوں کو ان کی طرف دوڑاتا ہے تاکہ وہ بکریوں کو واپس ریوڑ میں لے آئیں، جب تک بکریاں ریوڑ میں واپس نہ آجایں اس وقت تک کتے بکریوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تاکہ وہ ریوڑ میں واپس ہوجائیں، اسی طرح تم تاتاری لوگ زمین میں اللہ کے کتے بنے ہوئے ہو، جب تک ہم خدا کے راستے پر نہ آئیں اس وقت تک تم کتوں کو اللہ ہمارے اوپر مسلط کرکے رکھے گا، جب ہم اللہ کے راستے پر آجائیں تو تمہارا کام ختم ہوجائے گا، آج ہمارا بھی یہی حال ہے، آج ہم پر ظالم حکمران اس لئے مسلط ہیں کہ ہم اپنے مالک سے الگ ہوکر شیطان کے دوست بن کر اسی کے راستے پر چل رہے ہیں، جب تک ہم اللہ کے راستے پر نہیں آجائیں گے یہ ظالم ہم پر مسلط رہیں گے۔

دنیا میں انسانوں پر مصیبت آنے کی حکمتیں

دنیا میں انسانوں پر چار وجوہات سے مصیبتیں آتی ہیں۔

(۱) انسانوں کی حد سے زیادہ نافرمانی اور بغاوت پر مصیبت اور عذابات کے ذریعہ ہلاک کردیا جاتا ہے۔

(۲) وہ مؤمن جو غفلت میں زندگی گذارتے ہیں اور دین سے دور ہیں اُن کو

غفلت سے جگانے اور اسلام کی پابندی کروانے کے لئے مصیبت آتی ہے۔

(۳) وہ مسلمان جو نیکیاں اور اعمالِ صالحہ اختیار کرتے ہیں بعض وقت کبھی گناہ بھی کرتے ہیں تو اللہ ان کے مرنے سے پہلے پہلے ان پر مصیبت ڈال کر ان کے گناہ معاف کرنے کا ذریعہ بنا دیتا ہے تاکہ دنیا ہی میں ان کے گناہ کا حساب ختم ہو جائے۔

(۴) نیک اور دیندار لوگوں کے درجات بڑھانے کے لئے ان پر آزمائش اور صبر کا امتحان لینے کے لئے مصیبتیں آتی ہیں، وہ اپنے اعمال سے اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے جو اللہ تعالیٰ انہیں دینا چاہتا ہے، تو ان پر مصیبت و بیماری ڈال کر ایمان کے ساتھ صبر کرنے پر وہ مقام عطا فرماتا ہے، اس لئے ایمان والوں کو چاہئے کہ پریشانیوں پر شکایت نہ کریں اور ناامید نہ ہو کر صبر کریں' اللہ سے راضی رہیں اور صحیح راستے پر جمے رہیں۔

جن لوگوں پر بھی کوئی آفت آئے تو وہ ان چار باتوں میں غور کر کے جان سکتا ہے کہ مصیبت اس پر کن وجوہات کی بنیاد پر آئی ہے؟ اگر اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے مصیبت آئی ہے تو بیدار ہو کر توبہ و استغفار کرتے ہوئے اللہ سے رجوع ہو جائیں اور اللہ کی فرمانبرداری شروع کر دیں، اگر اللہ کی اطاعت کرنے کے باوجود مصیبت آئی ہے تو یہ اللہ کی طرف سے آزمائش اور درجات کی بلندی ملنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔

نماز کے فرض کرنے میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر نماز فرض کر کے بہت ساری حکمتیں رکھی ہیں، ان میں سے چند حکمتیں یاد رکھیں: کلمہ پڑھتے ہی نماز فرض ہو جاتی ہے۔

☆ اللہ نے نماز کو خاص طور پر کفر و ایمان میں فرق کرنے والی عبادت بنایا۔

☆ نماز مؤمن کے لئے معراج ہے، یعنی ایمان والوں کو اللہ سے ملاقات کا دنیا میں زبردست مضبوط اور واحد ذریعہ ہے، جو نماز نہیں پڑھتے وہ اللہ سے ملاقات کرنا نہیں چاہتے۔

☆ نماز اللہ تعالیٰ کی یاد کو قائم کرنے کا سب سے بڑا طریقہ ہے۔

☆ نماز اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے کا سب سے اعلیٰ طریقہ ہے، نماز کا چھوڑنا ناشکری کو

ظاہر کرتا ہے اور اللہ سے بے پرواہ ہونے کی علامت ہے۔

☆ نماز اللہ سے تعلق و رابطہ اور قرب حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

☆ نماز آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سکون ہے، نورِ ایمان حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

☆ نماز ایمان کو زندہ، تازہ اور مضبوط کرنے کا سب سے بڑا طریقہ ہے۔

☆ نماز اللہ تعالیٰ سے محبت، وفاداری اور غلامی کے اظہار کا سب سے بڑا طریقہ ہے۔

☆ نماز انسان کو زندگی کے کاموں میں عبدیت و بندگی سکھاتی ہے، اور ۲۴ گھنٹے اللہ کی یاد ذہن و دماغ پر قائم رکھتی ہے۔

☆ نماز انسان کو بے حیائی و بے شرمی، فسق و فجور اور منکرات و گناہوں سے روکتی ہے۔

☆ نماز سے مؤمن کو اللہ کا نور ملتا ہے۔

☆ نماز سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔

☆ حشر کے میدان میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔

☆ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا کھلا اظہار کرتی ہے۔

☆ نماز تمام عبادتوں میں سب سے بڑی اور افضل عبادت ہے۔

روزہ کو فرض کرنے میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں

اللہ تعالیٰ نے جتنی عبادتیں فرض کی ہیں ان میں بہت ساری حکمتیں ہیں، اسی طرح روزہ کو فرض کرنے میں بھی چند حکمتیں یاد رکھئے۔

☆ روزہ خاص طور پر ایمان والوں کو تقویٰ و پرہیزگاری پیدا کرنے کی مشق ہے۔

☆ روزہ روح کو طاقتور بنا کر جسم پر قابو پانے کی مشق ہے۔

☆ روزہ لڑائی، غصہ، جھوٹ، غیبت اور فساد جیسے اخلاقِ رذیلہ سے بچنے کی مشق ہے۔

☆ روزہ جسم کے اعضاء کو اللہ کی عبدیت و بندگی میں لگانے کی مشق ہے۔

☆ روزہ کے ذریعہ قرآن مجید کا شکرانہ ادا کرنے کا طریقہ ہے۔

☆ روزہ اللہ کی بڑائی و کبریائی کو ظاہر کرنے کا طریقہ ہے۔

☆ روزہ تزکیۂ نفس اور شہوت ونفسانی خواہشات کو قابو میں رکھنے کی مشق ہے۔
☆ روزہ نیکیوں پر جمنے' برائی سے بچنے اور مصیبتوں پر صبر اختیار کرنے کی مشق ہے۔
☆ روزہ ہر موسم میں اللہ کی عبدیت و بندگی کی مشق ہے۔
☆ روزہ غریبوں کی بھوک و پیاس اور ان کی تکالیف کا احساس پیدا کرنے کی مشق ہے۔
☆ روزہ مساوات انسانی' اتحاد و اتفاق اور ایثار و قربانی کی مشق ہے۔
☆ روزہ جسمانی اور روحانی بیماریوں کے علاج کی دوا ہے۔
☆ روزہ اللہ کی محبت میں دن بھر عبدیت و بندگی کی مشق ہے۔
☆ روزہ کے ذریعہ زندگی کے مقصد کے حصول کی مشق ہے۔
☆ روزہ دنیا کے مقابلے آخرت کی تیاری اور اجر و ثواب کی تعلیم دیتا ہے۔

حج کو فرض کرنے میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر حج فرض کر کے اس میں بہت ساری حکمتیں و مصلحتیں رکھی ہیں، ان میں سے چند حکمتیں یاد رکھئے تا کہ ہر حاجی ان سے فائدہ اٹھا سکے۔

☆ حج کے ارکان کو اپنی حکمت سے خاص طور پر کعبۃ اللہ کے اطراف کے مقامات پر ادا کر کے حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ علیہم السلام کی زندگی کی یاد کو زندہ کرنے کا طریقہ رکھا۔
☆ حج' اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضرت ابراہیمؑ جیسا عقیدۂ ایمان پیدا کرنے اور شرک سے پوری طرح بیزاری اختیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے، خالص توحید پیدا کرنے کی عملی مشق ہے۔
☆ حج' اللہ کے ساتھ دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ حضرت ابراہیمؑ جیسی محبت پیدا کرنے کی تعلیم دیتا ہے اور ساری محبتوں میں اللہ کی محبت کو غالب رکھنے کی مشق ہے۔
☆ حج' حضرت ابراہیمؑ کی طرح اللہ کے لئے مجاہدے اور قربانیوں کی تعلیم دیتا ہے۔
☆ حج' دنیا سے محبت کو توڑ کر آخرت کی محبت کی خصوصاً میدانِ عرفات میں مشق کرواتا ہے اور حشر کے میدان میں جواب دہی کا احساس دلاتا ہے۔

☆ حج' مساواتِ انسانی کا درس دیتا ہے، امیر وغریب کے فرق کو مٹانے کی مشق ہے۔

☆ حج' اتحادو اتفاق سے رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔

☆ حج' ایک دوسرے کی ہمدردی' نصرت اور حسن اخلاق کی تعلیم دیتا ہے۔

☆ حج' دوسروں کی تکالیف کو برداشت کر کے صبر اختیار کرنے کی مشق کرواتا ہے۔

☆ حج' لڑائی جھگڑے اور فساد سے دور رہنے کی مشق کرواتا ہے۔

☆ حج' انسان کو لہو ولعب' شان وشوکت کی زندگی سے دور رہ کر سیدھی سادی زندگی کی مشق کرواتا ہے۔

☆ حج' شیطان سے دشمنی رکھنے اور اس کو دشمن سمجھ کر اس سے دور رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔

☆ حج' جان اور مال کے ذریعہ اللہ کی عبادت کی مشق کرواتا ہے۔

☆ حج' اللہ کے ایک اور اکیلا ہونے کا مضبوط وزبردست عقیدہ پیدا کرواتا ہے۔

☆ ساری دنیا کے مسلمانوں کو حج میں جمع کر کے ایک امت ہونے کی تعلیم ہے۔

☆ حج میں بعض جائز چیزوں کو اللہ کی محبت میں چھوڑنے کی مشق ہے۔

☆ پوری دنیا میں عام مسلمانوں کو جانور کی قربانی کروا کر حضرت ابراہیمؑ کی طرح نفس اور جان ومال کی قربانی کی تربیت کروائی جاتی ہے، جس کی وجہ سے عام مسلمان حضرت ابراہیمؑ کی اللہ پر عقیدۂ ایمان اور اللہ سے والہانہ محبت اور امتحانات میں قربانیوں کو یاد رکھتے ہیں۔

بہت سے لوگ حج کی حقیقت سمجھے بغیر بے شعوری کے ساتھ حج کرتے ہیں اور پھر حج سے پہلے جیسے ہوتے ہیں حج کے بعد ویسے ہی بن جاتے ہیں، ان کے عقائد واعمال میں کوئی تبدیلی اور فرق پیدا نہیں ہوتا۔

دنیا میں دین کی ضرورت رکھنے میں اللہ کی حکمت

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو امتحان کی جگہ بنایا اور غیب پر ایمان لانے کی شرط رکھی اور دنیا کی زندگی میں اللہ کی عبدیت وبندگی کر کے کامیاب ہونے کی تعلیم دی، انسان جب دنیا میں پیدا ہوتا ہے تو ان پڑھ اور جاہل ہوتا ہے، اس کو دنیا میں اللہ کی مرضی پر زندگی گذارنے کا ضابطہ اور

قانون نہیں معلوم رہتا ہے، اگر وہ انسانوں کے بنائے قانون اور ضابطے پر چلے تو گمراہ ہو جاتا ہے اور زندگی فساد کے حوالے ہو جاتی ہے، پھر انسان خود اپنے ذہن و دماغ سے اللہ کی پہچان بھی حاصل نہیں کر سکتا' اور نہ نیکی و بدی پر چل سکتا ہے، جب وہ اللہ کی زمین پر رہتا ہے اور اللہ کے آسمان کے نیچے سوتا ہے، اللہ کی نعمتیں استعمال کرتا ہے، اللہ کا رزق کھاتا ہے' تو اسے اللہ کا صحیح تعارف چاہئے، اللہ کو صحیح طریقے سے جاننے' ماننے' ایمان لانے اور عبادت کی تعلیم چاہئے، اور دنیا میں معاشرتی زندگی' معاملات والی زندگی' اخلاقیات والی زندگی اور حقوق العباد کی ادائیگی والی زندگی کی تعلیم چاہئے، انسان کو اس طرح کی زندگی گذارنے کے لئے ان کا ضابطہ و قانون' اللہ کی مرضی اور انسان کی فطرت کے مطابق چاہئے، اگر کوئی انسان اپنے ذہن و دماغ سے زندگی کا ضابطہ و قانون بتلائے تو انسان گمراہ ہو جاتا ہے، اس لئے کہ اس کو زندگی گذارنے کا ضابطہ و قانون اپنے مالک کی مرضی کے مطابق ہونا ضروری ہے، وہ صرف آسمانی دین ہی سے مل سکتا ہے، اور وہ ضابطہ و قانون انسانوں کا مالک ہی اُسے دے سکتا ہے۔

اسی لئے اُسے دنیا میں مذہب یعنی دین کی سخت ضرورت ہے، جو لوگ آسمانی دین اسلام کو نہیں مانتے وہ اللہ سے متعلق گمراہ عقیدہ رکھتے ہیں اور غلط طریقوں سے اس کی عبادت کرتے ہیں، شرک میں گرفتار رہتے ہیں، ان کو حرام و حلال پاک و ناپاک کا صحیح تصور نہیں رہتا، نفس کی خواہش پر چلتے ہیں، دنیا میں جو بھی آسمانی مذاہب آئے وہ پیغمبروں کے دنیا سے چلے جانے کے بعد بگاڑ دیئے گئے، صحیح تعلیمات ان میں باقی نہیں رہیں، سچے آسمانی مذہب (دین اسلام) کی پہچان یہ ہے کہ خالق اور مخلوق دونوں کو ملایا نہ جائے، مخلوقات سے کاٹ کر خالق کی عبادت ہی کی تعلیم دی جائے، خالق کو خالق اور مخلوق کو مخلوق سمجھا جائے، اور اس میں احکام انسانوں کی فطرت کے مطابق ہوں، اور مرنے کے بعد والی زندگی کی صحیح تعلیم ہو تا کہ انسان دنیا میں رہ کر مرنے کے بعد والی زندگی کی تیاری کر سکے، تمام چیزوں کے حقوق کی تعلیم حاصل ہو، وہی سچا آسمانی مذہب کہلائے گا۔

اس وقت سوائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اسلام کے کوئی

دوسرا مذہب یا آسمانی مذہب سچائی پر باقی نہیں ہے، جو انسان دنیا میں سچے مذہب کی ضرورت محسوس نہیں کرتے وہ جانوروں کی طرح یا پاگلوں کی طرح زندگی گذارتے ہیں ان کا معاشرہ جنگل کے معاشرے سے بھی گیا گذرا ہوتا ہے، اس معاشرہ میں انسان سکون' راحت' عزت' عفت' اور جان و مال محفوظ نہیں رکھ سکتا، اس لئے دنیا اور آخرت میں کامیاب ہونے' امن وسکون کی زندگی گذارنے کے لئے سچے آسمانی مذہب دین کی ضرورت ہے۔

پیغمبروں کو دنیا میں بھیجنے کی حکمت

اللہ تعالیٰ نے دنیا کا نظام کچھ اس طرح بنایا ہے کہ ہر شعبۂ زندگی میں ایک استاذ اور رہبر کا انتظام کیا جس کی وجہ سے دنیا میں ہر شعبہ کے ماہر انسانوں کو دنیا کی چیزوں کا استعمال سکھاتے ہیں، جس کی مثال ہم خود دیکھتے ہیں کہ دنیا کا ایک سینئر ڈاکٹر' جونیر ڈاکٹرس کو تشخیص اور علاج کے طریقے سکھاتا ہے، ایک انجینئر' ایک وکیل اپنے جونئیرس کو فیلڈ پراکٹس کراو کر تیار کرتا ہے، جب دنیا کی چیزوں کے ماہرین' زمین کے ماہرین' حیوانات کے ماہرین' نباتات کے ماہرین' پانی کے ماہرین' معدنیات وغیرہ کے ماہرین' سیاست کے ماہرین' اور قانون کے ماہرین موجود ہوں، اور اسکول و کالج میں دنیا کا علم سکھانے والے الگ الگ مضامین کے ماہرین ہوں' تو روحانیت کے ماہرین ہونا بھی ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ انسان کو صرف دنیا کے مادّی جسم اور دنیا کی چیزوں کے ہی جاننے اور استعمال کے لئے نہیں پیدا کیا بلکہ جسم کے ساتھ ساتھ روح کو بھی رکھا اور روح کی تربیت کے لئے روحانی ماہر کا بھی ہونا ضروری رکھا، روح کی حفاظت وتربیت دنیا کے یہ ماہرین نہیں کر سکتے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی روحانی ترقی' صحت اور اخلاق کی حفاظت کے لئے پیغمبروں کا نظام رکھا، اگر وہ نہ آتے تو انسان صرف دنیا اور دنیا کے چیزوں ہی کی حفاظت کرنے کے اصول وضابطے سیکھتا تھا، اچھی اچھی موٹر' بنگلے' ہتھیار اور دیگر سامانِ زندگی ہی بنانے والا ہوتا، اپنی روحانی زندگی کو برباد کر لیتا ہے، انسان کو دنیا کے بعد والی زندگی کی تعلیم کو⇐ دنیا کے استاذ یا دنیا کے ماہرین نہیں دے سکتے تھے، انسان

کوسوائے اللہ کی طرف سے منتخب انسان کے کوئی دوسرا روحانیت کی تعلیم نہیں دے سکتا، اس لئے اللہ نے پیغمبروں کو بھیج کر وحی نازل کرنے اور دنیوی زندگی کے بعد والی آخرت کی زندگی اور اپنی معرفت کروایا اور دنیا میں اللہ کی مرضیات پر چلنے کی تعلیم دلایا، کتاب نازل کر کے پیغمبر کو عملی مثال اور نمونہ بنایا۔

ہر پیغمبر سے پہلے ایمان کی دعوت دلانے میں اللہ کی حکمت

اللہ تعالیٰ نے جتنے پیغمبروں کو دنیا میں بھیجا وہ انسانوں کی بداعمالیوں کی اصلاح کرنے سے پہلے اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دی، چنانچہ ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سب سے پہلے ۱۳ رسال تک ایمان ہی کی دعوت دی، پھر بعد میں سود، جوا، زنا، رشوت، قتل وغارت گری، فساد اور چوری وغیرہ سب چیزوں کو حرام کردیا گیا، حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ارشاد ہے: اسلام میں سب سے پہلے جو احکام آئے وہ جنت و دوزخ اور آخرت پر تھے، یعنی توحید، رسالت اور آخرت، جب انسانوں کے دل اسلام پر مضبوط ہوگئے تو حرام وحلال کی باتیں نازل ہوئیں، اگر شروع ہی میں یہ کہہ دیا جاتا کہ چوری مت کرو، زنا مت کرو، شراب مت پیو، تو لوگ یہ کہتے کہ ہم چوری بھی کریں گے، شراب بھی پیئیں گے۔ (بخاری)

اس روایت سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت ایسی بنائی کہ جب وہ زمین میں درخت لگانا چاہتا ہے تو سب سے پہلے زمین کو نرم اور زرخیز کرتا ہے، بنجر زمین پر بیج نہیں ڈالتا، ورنہ پودا پرورش نہیں پاسکتا، بالکل اسی طرح انسانوں کو سدھارنے کے لئے ایمان کا بیج بونے کے لئے پہلے دل کی زمین کو اللہ کی معرفت اور تعارف سے، اللہ کے پاس جواب دہی کے احساس سے، سزا و جزاء سے واقف کروا کر نرم اور زرخیز کی جائے، تب ہی انسان میں ایمان کا پودا پرورش پا کر پروان چڑھ سکتا ہے۔

ابن ماجہ کی روایت میں صحابہ کرامؓ کا ارشاد ہے ہم نے پہلے ایمان سیکھا پھر قرآن۔

دنیا کے ماہرینِ نفسیات بھی اسی فارمولے پر عمل کرتے ہیں، وہ پہلے انسان کو سگریٹ اور شراب سے دور کرنے کے لئے اس کے ذہن و دماغ کو درست کرنے کو کہتے ہیں، انسان

کے سدھرنے اور اصلاح حاصل کرنے کے لئے فکر و خیال اور جذبات کو پہلے درست کرنا ضروری ہے، ورنہ اندرون کی اصلاح کئے بغیر قانون نافذ کرنے سے بیرون کی اصلاح نہیں ہوتی، کوئی انسان گناہ اور برائی نہیں چھوڑتا، اس لئے اللہ نے سب سے پہلے پیغمبروں سے ایمان کی دعوت دلا کر اندرون کی اصلاح کا طریقہ رکھا، پھر بیرون پر محنت کی گئی۔

یہی روحانی بیماریوں سے صحت یاب ہونے کا فارمولہ ہے، اگر اندر شرک وکفر، فسق و فجور اور اللہ سے بغاوت کے جراثیم ہوں تو انسان کی اصلاح صحیح اور مکمل نہیں ہوتی، وہ روحانی طور پر صحت مند نہیں بنتا، فکر، خیالات و جذبات صحیح ہوتے ہی عقیدہ صحیح ہوجاتا ہے اور عقیدہ درست ہوتے ہی جسمانی اعضاء سے اعمالِ صالحہ نکلنا شروع ہوجاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حرام اور حلال کے قانون کو تبدیل نہ کرنے کی حکمت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورۂ تحریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش آنے والے واقعہ میں شہد کو اپنے اوپر حرام کر لینے کے ذریعہ اللہ کے حرام و حلال کو تبدیل کرنے کا حق کسی کو نہیں دیا، جس کی وجہ سے قرآن مجید کی اصلی شکل آج تک باقی ہے، امت مسلمہ کا کوئی بڑا سے بڑا عالم اللہ تعالیٰ کے احکام میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے کی ہمت بھی نہیں کر سکتا اور نہ کسی میں یہ جرأت ہے۔

بنی اسرائیل کے علماء نے پیغمبروں کے چلے جانے کے بعد کتابِ الٰہی کی بہت ساری حرام کردہ چیزوں کو حلال کر لیا اور حلال چیزوں کو حرام کر دیا جس کی وجہ سے پیغمبر کی لائی ہوئی شریعت کی تعلیمات ہی منشاء الٰہی کے خلاف ہوگئیں اور بنی اسرائیل کے لوگ شراب، جوا، زنا، قتل، ناحق مال کھانا، سود اور سودی کاروبار، خنزیر، بے پردگی، بے حیائی، زکوٰۃ کے نظام کی تبدیلی اور عقیدۂ ایمان میں تبدیلیاں کر کے توحید سے منحرف ہوگئے، اور پیغمبر کی زندگیوں کی حفاظت نہ کر کے ان کو باقی نہ رکھا اور آسمانی دین کی شکل بگاڑ دی۔

☆☆☆☆☆